عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ لولاک ملتان

ذوالقعدہ ۱۴۲۲ھ
فروری ۲۰۰۲ء

شمارہ ۱۱ جلد ۳۸/۵

جنگ کا خطرہ، قومی یکجہتی کی ضرورت / تحفظ ناموس رسالت کا قانون

قربانی کے فضائل ومسائل

شناخت مجدد
ختم نبوت کے تذکرے

مکتوبات حضرت مولانا محمد علی جالندھری

آخرت کے دردناک مناظر

بہاولنگر میں جھوٹے مدعی نبوت کی گرفتاری

ملتان میں مبلغین حضرات کی میٹنگ کی کاروائی اور تقریب حلف وفاداری

قادیانی جماعت کی غلام احمد نام سے بیزاری

بانی، مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

بانی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

زیر سرپرستی

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد مدظلہ

پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینی مدظلہ

نگران اعلیٰ

حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری

چیف ایڈیٹر

صاحبزادہ طارق محمود

سب ایڈیٹر

حافظ احمد عثمان شاہد ایڈووکیٹ

[illegible]

رانا محمد طفیل جاوید

[illegible]

قاری محمد حفیظ اللہ

شمارہ نمبر 11 جلد نمبر 38

قیمت فی شمارہ ——— 10

سالانہ ——— 100

بیرون ملک

1000 روپے پاکستانی

بیاد

- امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
- مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
- مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ
- مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
- حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
- فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
- شیخ الحدیث مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
- شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ
- حضرت مولانا عبدالرحمن میانویؒ
- حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
- حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
- حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ

مجلس منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی

مولانا مفتی جمیل خان

مولانا محمد اکرم طوفانی

مولانا خدا بخش شجاع آبادی

مولانا مفتی حفیظ الرحمن

مولانا محمد نذر عثمانی

مولانا فقیر اللہ اختر

مولانا قاضی احسان احمد

مولانا محمد طیب فاروقی

مولانا صاحبزادہ عزیز احمد

مولانا بشیر احمد

حافظ محمد یوسف عثمانی

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا احمد بخش

مولانا غلام حسین

چوہدری محمد اقبال

مولانا غلام مصطفیٰ

مولانا محمد قاسم رحمانی

مولانا محمد اسحق ساقی

رابطہ، دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ حضوری باغ روڈ ملتان، پاکستان

ناشر : صاحبزادہ طارق محمود ۔ مطبع تشکیل پرنٹرز ملتان

مقام اشاعت : جامعہ مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمتہ الیوم!

جنگ کا خطرہ اور قومی یکجہتی کی ضرورت	اداریہ	3
تحفظ ناموس رسالت کا قانون	ادارہ	7

مقالات ومضامین

قربانی کے فضائل واحکام	ادارہ	9
شناخت مجدد	پروفیسر یوسف سلیم چشتیؒ	15
مکتوبات مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ	ادارہ	32
حاصل مطالعہ	مولانا اللہ وسایا	37
آخرت کے دردناک مناظر	مولانا عبداللطیف مسعود ڈسکہ	43

ردقادیانیت

جماعت قادیانیہ کی غلام احمد نام سے بیزاری	پروفیسر منور احمد ملک	52
جماعتی سرگرمیاں!	ادارہ	54
قافلہ آخرت	ادارہ	60
تبصرہ کتب	ادارہ	62

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم!

جنگ کا خطرہ!

قومی یکجہتی کی ضرورت!!!

صدر مملکت جنرل پرویز مشرف نے چین کے دورے سے واپسی پر کراچی میں بانی پاکستان کے یوم ولادت کے موقع پر ایک تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ مسلح افواج پاکستان اندرونی وبیرونی چیلنجوں اور خطرات کا مقابلہ کرنے کے لئے پوری طرح تیار ہیں۔ انہوں نے پاکستان کو چودہ کروڑ عوام کا ایٹمی ملک قرار دیا اور کہا کہ اگر بھارت نے حملہ کیا تو اسے منہ توڑ جواب دیا جائے گا۔ صدر مملکت کی تقریر اور ان کے خیالات کی تائید اخبارات کی ایک نمایاں خبر سے بھی ہوتی ہے جس میں باخبر ذرائع کے حوالہ سے بتایا گیا ہے کہ پاکستان نے امریکہ کے ذریعہ بھارت کو انتباہ کیا ہے کہ پاکستان پر حملے کی صورت میں جنگ روایتی نہیں ہوگی بلکہ پاکستان ایٹمی ہتھیار بھی استعمال کرے گا۔ صدر مملکت نے سرحدوں پر کشیدگی' بھارت کے جنگی عزائم اور جارحانہ انداز کے پیش نظر جس جوش وجذبے کے ساتھ بھارت کو متنبہ کیا ہے وہ بلا شبہ لائق تحسین ہے اور پوری قوم کے لئے حوصلہ مندی کا باعث ہے۔

اس میں شک نہیں کہ دونوں ملکوں کے درمیان کشیدگی انتہا پر ہے۔ سرحدوں پر جنگ کے بادل منڈلا رہے ہیں۔ بھارت نے پرتھوی میزائل جو لاہور' اسلام آباد' فیصل آباد تک کوزد میں لے سکتے ہیں پنجاب کی سرحد پر نصب کردیئے گئے ہیں۔ بھارتی فضائیہ سرحدی اڈوں پر منتقل کردی گئی ہے۔ جنگی طیاروں کی پروازیں مسلسل جاری ہیں۔ بھارتی ہائی کمشنر کو واپس بلالیا گیا ہے۔ ڈائریکٹر جنرل ملٹری آپریشن کی سطح پر پاکستانی ہم منصب سے ہاٹ لائن پر رابطہ منقطع کرلیا گیا ہے۔ لاہور اور دہلی کے درمیان چلنے والی بس سروس اور سمجھوتہ ایکسپریس کو یکم جنوری سے بھارت نے بند کرنے کا اعلان کیا ہے۔ پی آئی اے کی بین الاقوامی پروازوں کو بھارتی حدود سے گزرنے سے روک دیا گیا ہے۔ کنٹرول لائن پر بھارت کی گولہ باری جاری ہے۔ بھارت کے جنگی جنون اور خطرناک عزائم کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ بھارت نے سالانہ فوجی پریڈیں منسوخ کردی ہیں۔

دہشت گردی کے کسی واقعہ کے اصل ملزم پکڑنے اور ثبوت حاصل کیے بغیر اپنی مرضی سے سزا دینے اور غنڈہ گردی کا ارتکاب کرنے کی جو روایت امریکہ نے افغانستان میں قائم کی ہے۔ پارلیمنٹ پر حملہ کا ڈرامہ رچا کر بھارت اسی روایت کو پاکستان پر آزمانا چاہتا ہے۔ قبل ازیں اسرائیل بھی امریکہ کی تقلید کرتے ہوئے فلسطین میں جھاڑ پھونک کا مظاہرہ کر چکا ہے۔ اس کی مشق ظلم و ستم فلسطینیوں پر مسلسل جاری ہے۔ افغانستان میں طالبان حکومت کا خاتمہ اور عبوری حکومت کے قیام کے بعد پاکستان کو دی جانے والی دھمکیاں اور بھارت کا جارحانہ انداز غیر متوقع نہیں تھا۔

امریکہ نے کابل ضرور فتح کیا لیکن حقیقی کامیابی کا پھل بھارت نے پایا۔ شمالی اتحاد کی فوج کابل میں داخل گیا ہوئی گویا کابل بھارتی فوج کے ہاتھ آ گیا۔ پاکستان مردہ باد کے نعرے لگائے گئے۔ مساجد کا تقدس پامال ہوا۔ آبروریزی کے واقعات رونما ہوئے۔ لوٹ مار کا بازار گرم رہا۔ سقوط کابل کی سب سے زیادہ خوشی بھارت کو ہوئی۔ افغانستان میں معاہدہ بون کے تحت عبوری حکومت کا قیام عمل میں آیا تو بھارت نے اطمینان کا سانس لیا۔ حامد کرزئی کی حیثیت تو مہمان اداکار کی سی ہے اصل قوت اور اختیارات شمالی اتحاد والوں کے پاس ہیں۔ وزارت خارجہ 'وزارت داخلہ 'وزارت دفاع کے اہم قلم دان انہی کے ہاتھ میں ہیں۔ یونس قانونی نے پہلا دورہ بھارت کا کیا اور پاکستان کے بارے میں جس خبث باطن کا مظاہرہ کیا اس سے ان کی پاکستان کے بارے میں نفرت اور بغض کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ افسوس کہ ہماری وزارت خارجہ کی حمیت اور غیرت نہ پھڑک سکی۔ کابل اب کابل نہیں رہا پاکستان کے لئے دوسرا دہلی بن گیا ہے۔ افغانستان سے منسلک 1400 میل لمبی سرحد جس کی طرف ہماری ہلکی سی فکر کی لہر بھی کبھی نہ اٹھی تھی دفاعی اور قومی سالمیتی کے علاوہ "بڑے صاحب" کے حکم پر حکومت کو ان سرحدوں پر کڑی نگرانی کے ضمن میں وسیع انتظامات کرنا پڑے۔ ہر آڑے وقت میں پاکستان کے شانہ کے ساتھ شانہ ملا کر کھڑے ہونے والا برادر ملک ایران مصلحت کی خاموشی اختیار کئے ہوئے ہے۔ ایران بھارت سے راہ و رسم پیدا کر کے تجارتی دوستی کا آغاز کر رہا ہے۔ افغانستان و ایران پاکستان کے دو ایسے مضبوط دفاعی مورچے تھے جو ہمارے لئے حوصلہ مندی کا باعث تھے۔ ایک مورچے کی محرومی اور دوسرے کی سرد مہری کے بعد بھارت کا آنکھیں نکال کر غرانا بعید از قیاس نہیں۔ مکار و عیار دشمن ہمیشہ موقع سے فائدہ اٹھایا کرتا ہے۔ کارگل کا زخم ابھی مندمل نہیں ہوا بھارت تب سے انتقام کی آگ میں جل رہا ہے۔

وقت ثابت کرے گا کہ طالبان کی حکومت پاکستان کے دفاع اور استحکام کے لئے کس قدر مفید تھی۔

95 فیصد افغانستان پر قابض طالبان کے دور میں بھارت بھیگی بلی بنا رہا۔ ان کی پسپائی کے بعد بھارت بلی سے شیر بن

کردھاڑرہاہے۔ یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ طالبان حکومت پاکستان کے لئے باعث رحمت جبکہ بھارت کے لئے باعث زحمت تھی۔ بھارت کو پختہ یقین تھا کہ مقبوضہ کشمیر میں تحریک آزادی اور مجاہد سرفروشوں کے ڈانڈے افغانستان سے ملتے ہیں۔ کشمیر میں سات لاکھ فوج کے اخراجات کے اضافی بوجھ نے بھارتی معیشت کی چولیں ہلاکر رکھ دیں ہیں۔ اس تناظر میں دیکھیں تو چاہئے تھا کہ بھارت امریکہ کی عملاً مدد کرتا کیونکہ وہ طالبان کا زخم خوردہ تھا لیکن بھارت نے زبانی جمع خرچ پر اکتفا کیا اور امریکہ کی معرفت افغانستان میں وہ فائدہ اٹھایا جو امریکہ کے لئے فراخ دلی اور فیاضی کے دریا بہاکر بلکہ لٹاکر بھی ہم حاصل نہ کرسکے۔ سقوط ڈھاکہ کے بعد یہ ہماری قومی تاریخ کا المیہ ہے کہ افغانستان ہمارے ہاتھ سے نکل کر بھارت کے ہاتھ میں چلاگیا۔ اس کے بعد بھی افغان پالیسی کی کامیابی کا دعویٰ کس قدر مضحکہ خیز ہے؟۔ یہ حقائق سے منہ موڑنے کے مترادف ہے۔ دعویٰ کرنے والوں کو شرم آئے نہ آئے ناکام افغان پالیسی خود شرمارہی ہے۔

افغانستان کی تبدیلی نے بھارت کو تبدیل کردیا ہے۔ اس سنہری موقع سے فائدہ اٹھاکر بھارت کارگل کا انتقام لینا چاہتا ہے۔ جنرل پرویز مشرف نے بھارتی دھمکیوں کا جواب تو بلاشبہ جرات مندی سے دیا ہے لیکن وہ بھارت کے مقابلے میں موثر حکمت عملی اختیار کرتے نظر نہیں آرہے۔ بھارتی جارحیت اور متوقع حملے کا مقابلہ کرنے کے لئے قومی یکجہتی اور مورال کی بلندی اولین ترجیح ہونی چاہئے۔ افغانستان پر امریکہ کی فسطائیت' بربریت' طالبان کی پسپائی کابل پر بھارتی تسلط کے باعث قوم سکتے میں ہے۔ 1965ء کی پاک بھارت جنگ میں قوم کا جذبہ اور جوش وخروش دیدنی تھا۔ اقتصادی بدحالی' معاشی تنزلی اور مالی پریشانیوں نے پوری قوم کو نڈھال کر رکھا ہے۔ سابق جنرل حمید گل کا کہنا ہے کہ جنگیں فوج نہیں قومیں لڑا کرتی ہیں۔ 1965ء میں پوری قوم فوج کے شانہ بشانہ تھی لیکن اب عوام اور فوج میں خلیج حائل ہے۔ جنگ مسلط کرنے کی صورت میں جنرل پرویز مشرف کی حکومت ایک طرف تو بھارت کو منہ توڑ جواب دینا چاہتی ہے جبکہ دوسری طرف وہ جہادی تنظیموں پر پابندی عائد کرکے نہ صرف بھارت کے ہاتھ مضبوط کررہی ہے بلکہ اسے خوش بھی کررہی ہے۔ جیش محمد اور لشکر طیبہ کے فنڈز منجمد کرکے کیا امریکہ اور بھارت کو یہ یقین دہانی نہیں کروائی جارہی کہ ہم ان کی خواہش کے مطابق جہاد کشمیر سے بھی دست کش ہورہے ہیں؟۔

حکومت کو یہ فراموش نہیں کرنا چاہئے کہ ہماری فوج جہاد کا سب سے بڑا ادارہ ہے اور بلاشبہ وہی جہاد کی سب سے بڑی تنظیم ہے۔ بھارت سے جنگ کی صورت میں جہادی تنظیمیں افواج پاکستان کے دست وبازو بن کر ان کی طاقت وقوت میں اضافہ کا باعث بن سکتی ہیں۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ اس موقع پر جب بھارت جارحیت کے

موڈ میں ہے اس کے عزائم خطرناک ہیں۔ متوقع بھارتی حملے کے پیش نظر جہادی تنظیموں کو افواج پاکستان کی ذیلی فوج بنا کر عسکری قوت میں اضافہ کیا جاتا لیکن افسوس کہ جنرل پرویز مشرف کی حکومت نے تو مولانا مسعود اظہر کو نظر بند کر کے بھارتی موقف کی تائید کر دی ہے۔ کل کلاں پروفیسر حافظ سعید کے بارے میں بھارت کا اصرار بڑھا تو ایسی ہی کارروائی عمل میں لائی جاسکتی ہے۔ قوم اس وقت حکومت کی پالیسیوں پر حیران و پریشان ہے۔ گزشتہ چند دن پہلے وزیر خارجہ عبدالستار نے پی ٹی وی کے پروگرام نیوز نائٹ میں جو بیان دیا ہے اس میں صریحاً بھارت کی حمائت کا پہلو نکلتا ہے۔ ہمارے وزیر خارجہ کی زبان میں امریکہ بول رہا ہے۔ جہادی تنظیموں کے بارے میں موصوف کا کہنا ہے کہ لشکر طیبہ اور جیش محمد جیسی جہادی تنظیموں کا ہمارے آئین میں کوئی تصور نہیں اور نہ ہی آئین ان کی اجازت دیتا ہے۔ اگر یہ جہادی تنظیمیں غیر آئینی ہیں تو آج تک کس آئین کے تحت کام کرتی چلی آرہی ہیں؟۔ ایسی باتیں کر کے ایک طرف تو بھارت کو خوش کیا جارہا ہے اور دوسری طرف بھارت کو منہ توڑنے کا چیلنج دیا جارہا ہے؟۔ یہ طرفہ تماشا ہماری سمجھ سے باہر ہے۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ قوم کو بھارت کے بمقابل محض خوش فہمی میں مبتلا کیا جارہا ہے۔

بی بی سی کے ایک حالیہ پروگرام میں برملا اظہار کیا گیا ہے کہ پاکستان نے امریکہ کی عملی مدد کے بدلے میں کشمیر کے مسئلہ پر کوئی گارنٹی حاصل نہیں کی۔ حکومت کی موجودہ پالیسی سے تحریک آزادی کشمیر پر منفی اثرات مرتب ہونے کا اندیشہ ہے۔ کشمیری عوام کو یہ تاثر قطعی نہیں ملنا چاہئے کہ طالبان کی طرح ان کا والی وارث کوئی نہیں۔ پاکستان اور بھارت کی جنگ شروع ہے۔ یہ جنگ کبھی ختم نہیں ہوئی۔ حکومت نے اگر اس بار جرات مندانہ پالیسی اختیار نہ کی تو ملک کو ناقابل تلافی نقصان پہنچنے کا احتمال ہے۔ ہمارے سیاسی زعما ہمیشہ اس خدشہ کا اظہار کرتے ہیں کہ ملک میں جب بھی فوجی حکومت برسر اقتدار آئی ملک کی جغرافیائی سرحدوں کو نقصان پہنچا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ حکومت فوری طور پر سیاسی و مذہبی رہنماؤں بالخصوص مولانا فضل الرحمن، قاضی حسین احمد کی نظر بندی ختم کر کے انہیں اعتماد میں لے۔ پوری قوم کو متوقع بھارت کے حملہ کے پیش نظر متحد کیا جائے اور افغان پالیسی کے برعکس دینی مذہبی رہنماؤں کی مشاورت سے بھارت کے مقابلہ میں ٹھوس جامع، جاندار اور قابل عمل ایسی پالیسی وضع کی جائے جس سے بھارت کے ہوش ٹھکانے آجائیں۔ ہمیں ایک آزاد، خود مختار، غیرت مند ملک کی حیثیت سے اندرونی و بیرونی خطرات کا مقابلہ کرنا پڑے گا۔ ایک سپر طاقت کے اشاروں پر کیا جانے والا ناچ ہمیں لے ڈوبے گا۔

تحفظ ناموس رسالت کا قانون

معروف کالم نویس محترم ارشاد احمد عارف 25 دسمبر 2001ء کے نوائے وقت میں "شوق" کے عنوان سے اپنے کالم میں رقمطراز ہیں:

"امریکہ نے ان دنوں اسلام اور قرآن مجید کے متعلق مخالفانہ مہم شروع کر رکھی ہے اور برملا کہا جارہا ہے کہ اب دنیا میں جارحانہ جہادی اسلام کی کوئی گنجائش نہیں۔ وفاقی وزیر ٹریسلر نے برملا یہ کہا ہے کہ امریکی سفیر وینڈی چیمبرلین تحفظ ناموس رسالت ایکٹ ختم کرانے کا مینڈیٹ لے کر آئی ہیں اور یہ بات محترمہ نے خود ٹریسلر کو بتائی ہے۔ آئین میں قادیانیوں کو غیر مسلم حیثیت اور جداگانہ طرز انتخابات پر امریکہ و مغرب کے اعتراضات بھی کسی سے مخفی نہیں۔ دباؤ برداشت کرنے کی حکومتی صلاحیت خاصی مشکوک ہے۔ جہاد کشمیر سے واضح اور دوٹوک کمٹمنٹ کے باوجود حکومت جموں و کشمیر میں برسرپیکار مجاہدین اور ان کی تنظیموں سے فاصلہ پیدا کر رہی ہے۔ تاکہ امریکہ کے جذبہ ترحم کو ابھارا جاسکے۔"

اس میں شک نہیں کہ امریکہ طاقت و قوت کے نشہ میں مست بلکہ بدمست ہو کر عملاً اسلام اور قرآن مجید کے خلاف سرگرم عمل ہے۔ بالخصوص جہاد کے عقیدہ کو ختم کرنے کے درپے ہے لیکن خدائی وعدہ سچا ہے۔ اللہ کا دین برحق اور غالب آکر رہے گا۔ عقیدہ جہاد کی منسوخی کے لئے سرکار برطانیہ کو برصغیر پاک و ہند میں مرزا غلام احمد قادیانی کی صورت میں نبی کھڑا کرنا پڑا۔ سپر طاقت ہونے کے ناطے مسلمانوں کے جذبہ جہاد کو ٹھنڈا کرنے امریکہ نے اپنے سارے وسائل جھونک دیئے ہیں۔ افغانستان کے بعد دنیا بھر میں جہاں جہاں جہادی مراکز ہیں امریکہ انہیں دہشت گردی کے اڈے قرار دے کر ختم کرنے کی سعی میں مصروف ہے۔ افسوس صرف اس بات کا ہے کہ عالم اسلام کے حکمران امریکہ کے حاشیہ بردار ہی نہیں آلہ کار بھی ہیں۔

جہاں تک وفاقی وزیر اقلیتی امور ٹریسلر کے انکشافات کا تعلق ہے اس پر ہمیں کوئی تعجب نہیں کیونکہ ہماری فضاؤں پر راج اور ہواؤں پر حکومت کے بعد امریکہ ہمیں اپنی کالونی تصور کرنے لگا ہے اور ہماری حکومت بھی اس کے ہر حکم کے سامنے کورنش بجالا رہی ہے۔ ہمارے قومی معاملات میں امریکہ کی مداخلت ڈھکی چھپی نہیں۔ اس مداخلت کی وجہ سے وہ اقتصادی امداد اور مالیاتی اداروں کے قرضے ہیں جن کی وجہ سے ہماری معیشت کا پہیہ گردش کرتا ہے۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ امریکہ مداخلت فی الدین نہ کرتا ورنہ یہ بات کھل کر سامنے نہ آتی۔ تحفظ ناموس رسالت

کا قانون ختم کرنے کے ضمن میں کئی بار کوشش کی گئی۔ خود جنرل پرویز مشرف کی حکومت نے بھی اس پتھر کو چوم کر پھینک دینے میں عافیت جانی کہ کہیں ان کی حکومت نہ ختم ہو جائے۔ امریکہ اگر ہمارے دینی معاملات میں مداخلت کی غرض سے اس قدر آگے جاچکا ہے تو اس میں اس کا قصور نہیں بلکہ قصوروار حکومت ہے جس کی کمزوری اور نااہلی کے باعث قوم یہ سب کچھ دیکھ رہی ہے۔

قادیانیوں کی غیر مسلم حیثیت سے متعلق امریکہ و مغرب کے اعتراضات اپنی جگہ لیکن حکومت کو ان پر واضح کر دینا چاہئے کہ مسلمانوں کے مذہبی عقائد کا احترام کرے اور جذبہ ایمان کا خیال رکھے۔ امریکی سفیر لیڈی چیمبرلین نے رمضان المبارک میں تو مسلمانوں کے مذہبی جذبات کے احترام کا عملی مظاہرہ بھی کیا تھا۔ اگر وہ اس روایت کو مستقل اختیار کرلیں تو پاکستانی قوم کے علاوہ مذہبی حلقے ان کے شکرگزار ہوں گے۔ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا فیصلہ پارلیمنٹ کے فورم پر کیا گیا تھا۔ وفاقی شرعی عدالت سمیت سپریم کورٹ، ہائی کورٹس اور ملک کی دیگر لوئر کورٹس نے اس فیصلہ پر مہر تصدیق ثبت کردی ہے۔ قطع نظر اس کے کہ کل روئے زمین کے مسلمانوں کا یہ آفاقی اساسی عقیدہ ہے۔ ہم توقع رکھتے ہیں کہ امریکی حکومت و حکام اس عقیدہ کے حوالہ سے قادیانیوں کی حیثیت کے بارے میں ایک سو ایک دفعہ سوچ کر فیصلہ کریں گے۔

☆......☆

بقیہ : پروفیسر منور احمد ملک

احمد' ناصر احمد' فرید احمد' لقمان احمد وغیرہ وغیرہ! یہ سب مرزا غلام احمد قادیانی کے دعاوی کی مکسنگ (گڈمڈ) کی وجہ سے ہوا۔ اب طاہر احمد' ناصر احمد میں احمد سے مراد مرزا قادیانی لیا جاتا ہے۔ جبکہ غلام احمد نام رکھنے سے مطلب دوسری طرف نکل جاتا ہے کیونکہ مرزا قادیانی کا نام غلام احمد نام رکھنے سے توجہ اوپر یعنی حضور ﷺ تک پہنچ جاتی ہے اور شک گزرتا ہے کہ شاید یہ محمد رسول اللہ ﷺ کی غلامی ظاہر کرتا ہے۔

درج بالا تذکرہ اور صورت حال اور حقائق یہ بات ثابت کر رہے ہیں کہ قادیانی' غلام احمد نام سے بیزار ہیں۔ اس لئے کسی بھی قادیانی جماعت میں ۲/ ۳ فیصد بھی ایسے نام نہیں ملیں گے۔ حالانکہ ۵۰ فیصد سے زائد نام مرزا غلام احمد قادیانی کے حوالے سے ہونے چاہئیں تھے۔ مگر ۲ فیصد بھی نام نہیں ملیں گے جو کہ قادیانیوں کے اپنے نبی کے نام سے بیزاری کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

☆......☆......☆

ادارہ

قربانی کے فضائل واحکام

☆......☆...... حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے مدینہ میں ۱۰ سال قیام فرمایا اور ہر سال قربانی فرمائی۔ احادیث سے قربانی کی بہت زیادہ تاکید معلوم ہوئی۔ حضور اقدس ﷺ کے پابندی سے قربانی کرنے اور اس کے لئے تاکید فرمانے کی وجہ سے حضرت امام ابو حنیفہؒ نے اہل وسعت پر قربانی کو واجب کہا ہے اور فرمایا ہے کہ صاحب نصاب پر قربانی واجب ہے۔ (واجب کا درجہ فرض کے قریب ہے بلکہ عمل میں فرض کے برابر ہے۔) جس کے پاس نصاب زکوٰۃ جتنا مال ہو اس پر قربانی واجب ہے۔

☆......☆...... حضور ﷺ نے فرمایا کہ جسے وسعت ہو اور قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ کے قریب بھی نہ آئے۔

☆......☆...... حضرت زید بن ارقمؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرات صحابہ کرامؓ نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ان قربانیوں کی کیا حقیقت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ طریقہ تمہارے باپ ابراھیم علیہ السلام سے جاری ہوا ہے اور یہ ان کا طریقہ چلا آرہا ہے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا ہم کو ان میں کیا ملتا ہے؟۔ فرمایا ہر بال کے بدلہ ایک نیکی؟ عرض کیا اون والے جانور یعنی بھیڑ دنبہ کے ذبح پر کیا ملتا ہے؟ فرمایا ہر بال کے بدلہ ایک نیکی ملتی ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)

☆......☆...... حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ بقر عید کی دس تاریخ کو کوئی بھی نیک کام اللہ کے نزدیک (قربانی) کا خون بہانے سے زیادہ محبوب نہیں ہے اور قیامت کے دن قربانی والا اپنے جانور کے بالوں اور سینگوں اور کھروں کو لے کر آئے گا۔ (اور یہ چیزیں ثواب عظیم کا ذریعہ بنیں گیں۔) نیز فرمایا کہ قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے نزدیک درجہ قبولیت پالیتا ہے۔ لہٰذا تم خوش دلی کے ساتھ قربانی کیا کرو۔ (مشکوٰۃ شریف)

☆......☆...... حضرت ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم ﷺ نے حضرت سیدہ فاطمہؓ سے فرمایا کہ اے فاطمہ کھڑی ہو اپنی قربانی کے پاس حاضر ہو جاؤ کیونکہ اس کے خون کے پہلے قطرہ کی وجہ سے

تمہارے پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ حضرت سیدہ فاطمہؓ نے سوال کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا یہ فضیلت صرف ہمارے لئے یعنی اہل بیت کے واسطے مخصوص ہے یا سب مسلمانوں کے لئے ہے؟۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ فضیلت ہمارے لئے اور تمام مسلمانوں کے لئے ہے۔

☆......☆...... حضور نبی اکرم ﷺ کے پاس دو بھیڑے چتکبرے بڑے بڑے سینگوں والے لائے گئے۔ آپ ﷺ نے انہیں لٹا کر ان کی گردن پر پاؤں رکھ کر بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ کر ذبح کیا۔

☆......☆...... صحیح حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں کو نہیں دیکھتا نہ اس کی نظریں تمہارے مال پر ہیں بلکہ اس کی نگاہیں تمہارے دلوں پر اور تمہارے اعمال پر ہیں۔

شب عید کی عبادت

جس رات کے بعد صبح کو عید ہونے والی ہو اس رات کو نفل پڑھنے کی بڑی فضیلت وارد ہوئی ہے۔

حضرت ابو امامہؓ سے مروی ہے کہ سرور عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے دونوں عیدوں کی راتوں کو ثواب کا یقین رکھتے ہوئے زندہ رکھا اس کا دل اس دن نہ مرے گا جس دن لوگوں کے دل مردہ ہوں گے۔ یعنی قیامت کے دن خوف و گھبراہٹ سے محفوظ رہے گا۔

9 ذی الحجہ کا روزہ

حضرت ابو قتادہؓ سے روایت ہے کہ محبوب رب العالمین ﷺ نے بقر عید کی نویں تاریخ کے روزہ کے بارے میں فرمایا کہ میں اللہ پاک سے پختہ امید رکھتا ہوں کہ اس کی وجہ سے ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے گناہوں کا کفارہ فرمادیں گے لور فرمایا کہ محرم کی دسویں تاریخ کے روزہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے پختہ امید رکھتا ہوں کہ اس کی وجہ سے ایک سال پہلے کے گناہوں کا کفارہ فرمادیں گے۔ (مسلم شریف)

ایام قربانی

بقر عید کی دسویں تاریخ سے لے کر بارہویں تاریخ کی شام تک قربانی کرنے کا وقت ہے چاہے جس دن قربانی کرے لیکن قربانی کرنے کا سب سے افضل دن بقر عید کا دن ہے پھر گیارہویں تاریخ پھر بارہویں تاریخ۔

بارہویں تاریخ کا سورج ڈوبنے سے پہلے پہلے قربانی کرلینا درست ہے جب سورج ڈوب گیا تو اب قربانی کرنا درست نہیں۔

تکبیر تشریق

بقر عید کے ایام میں تکبیر تشریق مشروع ہے یعنی ہر فرض نماز کے بعد ایک مرتبہ یہ پڑھیں: "اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر. لا الہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر. اللّٰہ اکبرُ وللّٰہ لحمد." مرد با آواز بلند پڑھیں۔ جبکہ عورتیں آہستہ سے پڑھیں۔ نویں تاریخ کی فجر کی نماز سے لے کر تیرھویں تاریخ کی نماز عصر تک یہ تکبیر ہر فرض نماز کے بعد پڑھی جائے۔

ام المومنین حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا جو شخص ماہ ذی الحجہ کا چاند دیکھ لے اور اس کا قربانی کرنے کا ارادہ ہو تو چاہیے کہ اپنے بال اور ناخن سے کچھ بھی نہ کاٹے۔ (جب قربانی کرلے تب کاٹے۔)

حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ قربانی کے دن کوئی چیز تناول نہیں فرماتے تھے۔ یہاں تک کہ عید گاہ سے واپس تشریف لے آتے تو آپ ﷺ اپنی قربانی سے تناول فرماتے۔

قربانی کے جانور اور ان کی عمریں

قربانی کے جانور شرعاً مقرر ہیں۔ گائے، بیل، بھینس، بھینسا، اونٹ، اونٹنی، بکری، بکرا، بھیڑ، بھیڑی، دنبہ، دنبی کی قربانی ہو سکتی ہے۔ ان کی علاوہ اور کسی جانور کی قربانی درست نہیں۔ اگر چہ کتنا ہی زیادہ قیمتی ہو اور کھانے میں جس قدر بھی مرغوب کیوں نہ ہو۔ لہذا ہرن کی قربانی نہیں ہو سکتی۔ اس طرح دوسرے کسی حلال جانور کی قربانی بھی جائز نہیں۔

گائے، بیل، بھینس کی عمر کم از کم دو سال اور اونٹ، اونٹنی کی عمر کم از کم پانچ سال اور باقی جانوروں کی عمر کم از کم ایک سال ہونا ضروری ہے۔

کیسے جانوروں کی قربانی درست ہے

چونکہ قربانی کا جانور بارگاہ خداوندی میں پیش کیا جاتا ہے۔ اس لئے جانور خوب عمدہ، موٹا تازہ، صحیح سالم، عیبوں سے پاک ہونا ضروری ہے۔

حضرت علیؓ کا ارشاد ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ قربانی کے جانور کی آنکھ، کان اچھی طرح دیکھ لیں اور ایسے جانور کی قربانی نہ کریں جس کا کان چیرا ہوا ہو یا جس کے کان میں سوراخ ہو۔

مسائل قربانی

گائے، بیل، بھینس، بھینسا، اونٹ، اونٹنی میں سات حصے ہو سکتے ہیں۔ یعنی ان میں سے ایک جانور میں سات قربانیاں ہو سکتی ہیں۔ شرکاء کی نیت قربانی کی ہونی چاہیئے۔

☆......☆......مرتد، زندیق، قادیانی کافر ہیں۔ ان کو شریک کرنے سے کسی کی قربانی نہ ہوگی۔ ان سے ذبح بھی نہ کرائیں۔ نہ قربانی کے موقع پر اور نہ کسی اور موقع پر۔ اگر ان سے ذبح کرالیا تو نہ قربانی ہوگی۔ نہ گوشت حلال ہوگا

☆......☆......ذبح کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جانور کا منہ قبلہ کی طرف کر کے تیز چھری ہاتھ میں لے کر بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر اس کے گلے کو کاٹے۔ یہاں تک کہ چار رگیں کٹ جائیں۔ اگر ان چار میں سے تین ہی رگیں کٹیں تب بھی درست ہے۔ اس کا کھانا حلال ہے اور اگر دو ہی رگیں کٹیں تو وہ جانور مردار ہے اور اس کا کھانا درست نہیں ہے۔

☆......☆......ذبح کرتے وقت بسم اللہ قصداً نہیں کہا تو وہ مردار ہے اور اس کا کھانا حرام ہے اور اگر بھول جائے تو کھانا درست ہے۔

☆......☆......کند چھری سے ذبح کرنا مکروہ اور منع ہے۔ اسی طرح جانور کے ٹھنڈا ہونے سے پہلے اس کی کھال کھینچنا ہاتھ پاؤں توڑنا اور کاٹنا بھی مکروہ ہے۔

☆......☆......اگر مادہ جانور کی قربانی کی اور اس کے پیٹ میں سے بچہ نکل آیا تب بھی قربانی ہو گئی۔ اگرچہ زندہ نکلے تو اس کو بھی ذبح کر دے۔

☆......☆......قربانی کرتے وقت زبان سے نیت پڑھنا اور دعا پڑھنا ضروری نہیں ہے۔ اگر دل میں خیال کر لیا کہ میں قربانی کرتا ہوں اور زبان سے کچھ نہیں پڑھا فقط بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کر دیا تو بھی قربانی درست ہو گئی۔ لیکن اگر یاد ہو تو پڑھ لینا بہتر ہے۔

☆......☆......جب قربانی کا جانور ذبح کر دے تو اس کی جھول رسی اور نکیل وغیرہ صدقہ کر دے۔

☆......☆......چونکہ عقیقہ بھی ثواب کا کام ہے۔ اس لئے قربانی کی گائے یا اونٹ میں اگر کچھ حصے قربانی اور کچھ عقیقہ کے ہوں تو یہ بھی جائز ہے۔

☆......☆......جو جانور تین پاؤں سے چلتا ہے اور چوتھا پاؤں رکھتا ہی نہیں یا چوتھا پاؤں رکھتا تو ہے مگر اس سے چل نہیں سکتا یعنی چلنے میں اس سے سہارا نہیں لیتا تو اس کی قربانی درست نہیں۔ اگر چاروں پاؤں سے چلتا ہے

اور ایک پاؤں میں کچھ لنگ ہے تو اس کی قربانی درست ہے۔

☆......☆......جس جانور کے بالکل دانت نہ ہوں اس کی قربانی درست نہیں اور اگر کچھ دانت گر گئے لیکن جو باقی ہیں وہ تعداد میں گر جانے والے دانتوں سے زیادہ ہیں تو اس کی قربانی درست ہے۔

☆......☆......اگر کسی جانور کے پیدائش ہی سے کان نہیں تو اس کی قربانی درست نہیں اور اگر دونوں کان ہیں اور صحیح سالم ہیں لیکن چھوٹے ہیں تو اس کی قربانی ہو سکتی ہے۔

☆......☆......اگر قربانی کا جانور کہیں گم ہو گیا اس لئے دوسرا خریدا پھر وہ پہلا مل گیا تو اگر امیر آدمی کو ایسا اتفاق پڑا تو ایک ہی جانور کی قربانی اس پر واجب ہے اور اگر غریب آدمی کو ایسا اتفاق ہوا تو دونوں کی قربانی واجب ہو گی۔

☆......☆......سات آدمی بھینس میں شریک ہوئے تو گوشت بانٹتے وقت انکل سے نہ بانٹیں بلکہ خوب ٹھیک ٹھیک تول کر بانٹیں نہیں تو اگر کوئی حصہ کم زیادہ رہے گا تو سود ہو جائے گا اور گناہ ہو گا۔

☆......☆......اگر قربانی کا جانور خرید لیا پھر اس میں کوئی ایسا عیب پیدا ہو گیا جس کی وجہ سے قربانی درست نہیں ہوتی تو اس کے بدلہ میں دوسرا جانور خرید کر قربانی کرے۔ہاں !اگر غریب آدمی ہو جس پر قربانی واجب نہیں تھی اور اس نے ثواب کے شوق میں جانور خرید لیا تھا تو اسی کی قربانی کر دے۔

☆......☆......شرعی مسافر یعنی جو شخص اپنے شہر یا بستی سے ۴۸ میل کے سفر کے ارادے سے ایام قربانی سے قبل نکلا ہو اس پر قربانی واجب نہیں۔ہاں !اگر قربانی کے دنوں میں سے کسی دن گھر پہنچ جائے یا کسی جگہ ۱۵ دن قیام کے نیت کرلے تو اس پر قربانی واجب ہو جائے گی۔

☆......☆......جس جانور کے پیدائش ہی سے سینگ نہیں لیکن عمر اتنی ہو چکی ہے جتنی قربانی کے جانور کی ہونی لازم ہے تو اس کی قربانی درست ہے اور اگر اس کے سینگ نکل آئے اور ان میں سے ایک یا دونوں کچھ ٹوٹ گئے تو ایسے جانور کی قربانی ہو سکتی ہے۔ہاں !اگر بالکل جڑ سے ٹوٹ گئے تو اس کی قربانی درست نہیں۔

☆......☆......خصی جانور کی قربانی نہ صرف یہ کہ درست ہے بلکہ افضل ہے کیونکہ اس کا گوشت اچھا ہوتا ہے۔حضور اقدس ﷺ نے خود ایسے جانوروں کی قربانی فرمائی ہے۔

☆......☆......قربانی کا گوشت آپ کھائے اور اپنے رشتے ناطے کے لوگوں کو دے اور فقیروں محتاجوں کو خیرات کرے اور بہتر یہ ہے کہ کم سے کم تہائی حصہ خیرات کرے۔ خیرات میں تہائی سے کمی نہ کرے۔

☆......☆......قربانی کی کھال یا تو یوں ہی خیرات کر دے یا بیچ کر اس کی قیمت خیرات کر دے۔وہ

قیمت ایسے لوگوں کو دے جن کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے۔

☆......☆......شہر عید کی نماز ہونے سے پہلے قربانی کرنا درست نہیں ہے۔ نماز عید پڑھ کر قربانی کریں۔ البتہ اگر کوئی دیہات یا گاؤں میں ہو جہاں عید کی نماز نہیں ہوتی تو وہاں دسویں تاریخ کو فجر کی نماز کے بعد قربانی کر دینا درست ہے۔

☆......☆......دسویں سے بارہویں تک جب جی چاہے قربانی کرے چاہے دن میں چاہے رات میں لیکن رات کو ذبح کرنا بہتر نہیں۔

☆......☆......اگر کوئی نوکر غیر مسلم ہے اس کو بھی قربانی کا گوشت دے سکتے ہیں بلکہ نوکر کے علاوہ بھی کوئی پاس پڑوس میں کافر گوشت طلب کرے تو اس کو بھی دینا درست ہے۔

☆......☆......قربانی صرف اپنی جانب سے واجب ہے۔ اپنی اولاد یا اپنی بیوی کی طرف سے یا والدین کی طرف سے قربانی کرنا واجب نہیں۔ البتہ اگر مالیت کے اعتبار سے ان لوگوں پر الگ الگ قربانی واجب ہو تو ہر شخص اپنی طرف سے قربانی کرے۔

☆......☆......اگر کسی کے ذمہ مسئلہ کی رو سے قربانی واجب نہ تھی یعنی اس کے پاس اتنا مال نہ تھا جس پر قربانی واجب ہوتی لیکن اس نے جانور خرید لیا تو اب اس پر قربانی واجب ہو گئی۔

☆......☆......جو جانور اندھا یا کانا ہو ایک آنکھ کی تہائی روشنی یا اس سے زیادہ جاتی رہی ہو یا ایک کان تہائی یا تہائی سے زیادہ کٹ گیا ہو یا تہائی دم یا تہائی سے زیادہ کٹ گئی ہو تو اس جانور کی قربانی درست نہیں۔

☆......☆......اگر کوئی شخص موجود نہیں ہے اور دوسرے شخص نے اس کی طرف سے بغیر اس کے کہنے کے قربانی کر دی تو یہ قربانی درست نہیں ہو گی اور اگر کسی غائب کا حصہ اس کی اجازت کے بغیر تجویز کر لیا گیا تو اور حصہ داروں کی قربانی بھی صحیح نہ ہو گی۔ البتہ اگر غائب آدمی خط لکھ کر وکیل بنادے تو اس کی طرف سے قربانی کر سکتے ہیں۔

☆......☆......کھال کی قیمت کو مسجد کی مرمت یا کسی کام میں لگانا درست نہیں۔ خیرات ہی کرنا چاہئے۔

☆......☆......گوشت، چربی، پھیپھڑے قصائی کو مزدوری میں نہ دے۔ بلکہ مزدوری اپنے پاس سے الگ دے۔

☆......☆......اپنی خوشی سے کسی مردے کو ثواب پہنچانے کے لئے قربانی کرے تو اس کے گوشت میں سے خود کھانا، کھلانا، بانٹنا سب درست ہے۔ جس طرح اپنی قربانی کا حکم ہے۔

پروفیسر یوسف سلیم چشتی

قسط نمبر 3

شناخت مجدد

ا...... علوم ظاہری و باطنی

علوم ظاہری کے متعلق خود مرزا قادیانی کی شہادت ملاحظہ ہو جو انہوں نے اپنی تالیف کتاب البریہ ص ۱۳۵ اخلاصہ حاشیہ 'خزائن ج ۱۳ص ۱۸۱ '۱۸۰ '۱۷۹ میں یوں قلمبند کیا ہے :

"بچپن کے زمانہ میں میری تعلیم اس طرح ہوئی کہ جب میں چھ سات سال کا تھا تو ایک فارسی خواں معلم میرے لئے نوکر رکھا گیا جنہوں نے قرآن شریف اور چند فارسی کی کتابیں مجھے پڑھائیں.......... جب میری عمر تقریباً دس برس کے ہوئی تو ایک عربی خواں مولوی صاحب میری تربیت کے لئے مقرر کئے گئے۔ ان سے میں نے صرف و نحو حاصل کی.......... جب میں اٹھارہ سال کا ہوا تو ایک اور مولوی صاحب سے چند سال پڑھنے کا اتفاق ہوا جن سے میں نے منطق 'حکمت وغیرہ علوم مروجہ کو جہاں تک خدا تعالیٰ نے چاہا حاصل کیا۔"

اس شہادت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے جیسا کہ آج سے ایک صدی پیشتر عام دستور تھا۔ درس نظامیہ ختم کیا ہوگا۔ اگرچہ ان کے اساتذہ میں کوئی شخص ہندوستان کا نامور عالم نہیں تھا لیکن یہ بات چنداں اہم نہیں کیونکہ مجدد کی مجددیت کا انحصار اساتذہ پر نہیں ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے بھی معمولی اساتذہ سے درس نظامیہ ہی ختم کیا تھا لیکن جس چیز نے انہیں سرآمد فضلائے روزگار بنادیا وہ ان کی ذاتی قابلیت تھی جو انہیں اللہ تعالیٰ نے ارزانی فرمائی تھی کیونکہ اللہ تعالیٰ ان سے ایک خاص کام لینا چاہتا تھا۔ چنانچہ انہوں نے حجتہ اللہ البالغہ جیسی معرکتہ الآرا اور غیر فانی کتاب تصنیف کی جس کے سامنے بقول علامہ شبلی نعمانی" رازیؒ اور غزالیؒ کے کارنامے بھی ماند پڑ گئے۔ مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اگرچہ مرزا قادیانی نے چھوٹی بڑی ملا کر پچاس سے اوپر ہی کتابیں لکھ ڈالیں لیکن کوئی کتاب اس قابل نہیں کہ اسے حجتہ اللہ البالغہ تو خیر بڑی چیز ہے علمی کتب کے مقابلہ میں بھی رکھا جائے۔ ان کے متبعین کہتے ہیں کہ حضرت صاحب نے بیاسی کتب تصنیف کیں۔ بہت خوب! ممکن ہے انہوں نے نوے لکھی ہوں لیکن کسی شخص کی علمیت کا اندازہ تصانیف کی تعداد سے نہیں ہوتا۔ دیکھنا یہ ہے کہ ان میں لکھا کیا ہے؟ دقت نظر' اجتہاد فکر' تبحر علم' زور بیان' وسعت معلومات اور ندرت خیال کے اظہار کے لئے بیاسی

کتابیں لکھنے کی ضرورت نہیں۔ یہ بات صرف ایک کتاب کے لکھنے سے ظاہر ہو سکتی ہے۔ بشرطیکہ لکھنے والے میں کوئی جوہر موجود ہو۔

BRADLAy نے مدۃ العمر میں دو چار کتابیں لکھی ہوں گی لیکن اس کے ایک ہی فلسفیانہ مضمون جس کا عنوان AFFEARUEE AND REALITY ہے۔ اسے فلاسفہ کی پہلی صف میں جگہ دلوادی۔ ہزار بچگان روباہ' ایک طرف اور ایک بچہ شیر ایک طرف۔ ذوق کا سارا دیوان ایک طرف غالب کا ایک شعر ایک طرف۔

علامہ اقبالؒ نے اب تک جس قدر کتابیں تصنیف کی ہیں ان کی تعداد چھ یا سات سے زیادہ نہیں لیکن ان کی صرف ایک ہی تصنیف اس پایہ کی ہے کہ اس کے متعلق عقلائے دہر کا فتویٰ یہ ہے کہ یہ کتاب عصر حاضر کے مظاہر اکبر میں سے ہے اور بالیقین کہا جا سکتا ہے کہ مسلمانوں کی آئندہ نسلیں اس کتاب پر فخر کیا کریں گی۔ اس کتاب کے ایک ایک صفحہ سے حضرت مصنف کی ژرف نگاہی اور بالغ نظری' وسعت معلومات اور تبحر علمی دقت نظر اور اجتہاد فکر کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ سچ کہا گیا ہے کہ :

این سعادت بزور باز نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

علاوہ بریں تفسیر کبیر' احیاء العلوم' حجۃ اللہ البالغہ اس پایہ کی کتابیں ہیں کہ ہر زمانہ میں علماء اور فضلاء نے ان سے استفادہ کیا ہے اور ان کے مصنفین کی علمیت کا اعتراف کیا ہے لیکن مرزا قادیانی کی جس قدر کتابیں ہیں ان میں سے کسی کتاب سے کسی عالم نے کبھی استفادہ نہیں کیا۔ عوام کا اس جگہ ذکر نہیں کیونکہ مجدد وہ ہوتا ہے جس کی تصانیف سے خواص بھی بہرہ اندوز ہو سکیں۔ علاوہ بریں علمیت کا اندازہ عوام نہیں کر سکتے۔

اس جگہ اگر کوئی شخص یہ شبہ وارد کرے کہ بعض علمائے دہر نے قرآن مجید جیسی کتاب سے استفادہ نہیں کیا تو مرزا غلام احمد قادیانی پر کیا اعتراض ہے ؟۔ اس کے دو جواب ہیں۔

پہلا جواب یہ ہے کہ کوئی مسلمان نہیں جو قرآن مجید کی افادیت کا انکار کر سکے۔ اس جگہ غیر مسلم دنیا سے بحث نہیں ہے۔ تمام مسلمانوں نے تفسیر کبیر' احیاء العلوم اور حجۃ اللہ البالغہ سے استفادہ کیا اور اس حقیقت کا کھلے دل سے اعتراف کیا لیکن دنیائے اسلام میں کسی عالم نے مرزا قادیانی کی کتب سے استفادہ نہیں کیا۔ استفادہ در کنار ان کی تردید میں ضخیم کتابیں لکھی ہیں۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ قرآن مجید کو پیش کرنا قیاس مع الفارق ہے کیونکہ یہ کتاب ایک نئے مذہب کی حامل ہے اور ہدایت کی مدعی ہے یہ کسی ایسے انسان کی تصنیف نہیں جو مجددیت کا مدعی تھا یا جس کے لئے علوم

ظاہری میں بلند مرتبہ ہونا شرط ہو۔ یہ تو خدا کا کلام ہے جو ایک امی انسان پر نازل ہوا اور چونکہ اس کتاب نے کفرو اسلام میں خط فاصل کھینچ دیا۔ اس لئے لامحالہ اس کے منکروں نے اس سے روگردانی کی۔ لیکن مجدد کی تصنیف کفرو اسلام میں حد فاصل کھینچنے والی نہیں ہوتی۔ وہ صرف اس کے تبحر علمی کا نشان ہوتی ہے اور اسے دنیا اس نظر سے دیکھتی ہے کہ مصنف کی پرواز فکر کہاں تک ہے۔ یہ ایک ایسے انسان کی تصنیف ہوتی ہے جو نبوت کا مدعی نہیں ہوتا۔ چنانچہ یورپ کے اکثر علماء ڈاکٹر اقبالؒ کی تصنیف SIX LECTURES کے بلند پایۂ فلسفیانہ کتاب ہونے کے معترف ہیں۔ اگرچہ وہ مسلمان نہیں ہیں۔

لیکن مرزا قادیانی نے کوئی کتاب ایسی نہیں لکھی جس کو پڑھ کر ایک مسلمان ان کے تبحر علمی اور اجتہاد فکر کا معترف ہوسکے۔ اگر میں ان کی تصانیف پر تفصیلی تبصرہ کرنے لگوں تو یہ مضمون ایک ضخیم کتاب بن جائے گا۔ اس لئے یہ بات تو اس وقت ممکن نہیں۔ تاہم بعض اشارات ضروری ہیں تاکہ میرا دعویٰ پایہ ثبوت کو پہنچ سکے۔

مرزا قادیانی نے ۱۸۸۵ء میں براہین احمدیہ کا اشتہار بڑے طمطراق کے ساتھ دیا تھا کہ اس کتاب میں اسلام کی حقانیت پر ایک دو نہیں پورے تین سو دلائل عقلیہ ایسے لکھے جائیں گے جو انسان تو کیا چشم فلک نے بھی نہ دیکھے ہوں گے۔ لیکن پانچ حصے لکھنے کے باوجود ہنوز وہ تین سو دلائل مدعی کے نہاں خانہ دماغ سے عالم وجود میں نہیں آئے اور چونکہ ۱۹۰۸ء میں مرزا قادیانی کا انتقال ہوگیا۔ اس لئے اب کوئی امید بھی باقی نہیں۔ سچ کہا ہے کسی نے کہ :

جو گرجتے ہیں وہ برستے نہیں

جن لوگوں نے علمائے اسلام کی عربی تصانیف پڑھی ہیں وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے سرمہ چشم آریہ، نسیم دعوت، آئینہ کمالات اسلام اور نور القرآن وغیرہ میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب کا سب حکماء اور صوفیائے اسلام کی تصانیف سے ماخوذ ہے۔

حقیقت الوحی، تریاق القلوب، ازالہ اوہام اور توضیح المرام وغیرہ کتب میں جو کچھ خامہ فرسائی کی ہے وہ اپنی نبوت کی تشریح ہے یا وفات مسیح کے اثبات کی کوشش ہے۔

جنگ مقدس، چشمہ مسیحی، آریہ دھرم، ست بچن، انجام آتھم، تحفہ گولڑویہ وغیرہ مناظرہ اور مجادلہ کی کتابیں ہیں اور بالیقین کہا جاسکتا ہے کہ مولوی رحمت اللہ صاحب مرحوم نے عیسائیوں کے مقابلہ میں اور مولانا محمد قاسم صاحب مرحوم نے آریوں کے مقابلہ میں ان سے بدرجہا بہتر کتب تصنیف کی ہیں۔ مسیحیت کی تردید میں جو دلائل عقلیہ ونقلیہ مولوی صاحب مرحوم کی کتب ازالہ اوہام، ازالۃ الشکوک اور اظہار الحق میں پائے جاتے ہیں۔ مرزا قادیانی کی تمام کتابوں میں ان کا عشر بھی موجود نہیں اور قاسم العلومؒ نے تقریر دلپذیر، میلہ خداشناسی، قبلہ نما، انتصار

الاسلام' جواب ترکی بترکی میں جس عالمانہ طریق پر اسلام کی حقانیت آریہ دھرم کے مقابلہ میں ثابت کی ہے وہ انداز بیاں مرزا قادیانی یہاں تلاش کرنا ایسا ہی ہے جیسے کسی گدائے بے نوا کے گھر میں سچے موتیوں کی تلاش؟۔ فلسفیانہ گارش تو بڑی چیز ہے۔ مرزا قادیانی تو اردو بھی صحیح نہیں لکھ سکتے تھے۔ ہر قسم کی اغلاط ان کی تحریر میں موجود ہیں۔

دو باتیں مرزا قادیانی کی تمام کتب میں قدر مشترک کے طور پر پائی جاتی ہیں مسیح کی وفات کا مسئلہ اور برطانیہ کی خیر خواہی' اسی ایک مسئلہ کو انہوں نے ہر کتاب میں لکھا ہے اور اگر غور سے دیکھا جائے تو ان کے اس "کارنامہ" میں بھی کوئی جدت نظر نہیں آتی۔ حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات پر انہوں نے کوئی دلیل ایسی نہیں دی جو لٹریچر میں پہلے سے موجود نہ ہو۔ ان سے کہیں زیادہ موثر پیرائے میں سر سید نے اس مضمون کو اپنی تفسیر میں لکھا ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ سید صاحب کے یہاں مرزا قادیانی کا سا طرز تحریر نہیں پایا جاتا۔

مرزا قادیانی نے نثر کے علاوہ نظم میں بھی داد سخن دی ہے اور اس میدان میں بھی ان کا دامن اغلاط سے پاک نہیں ہے۔ افسوس کہ میں اس مختصر مضمون میں ناظرین کو ان الہامی شاعری کے سب نمونے نہیں دکھا سکتا۔ صرف ایک مصرعہ پر اکتفا کرتا ہوں۔ قیاس کن زگلستان من بہار مرا۔ وہ مصرع یہ ہے:

ایک برہنہ سے نہ یہ ہوگا کہ تا باندھے ازار

مضمون کی رکاکت سے قطع نظر کیجئے اس "کہ تا" کو دیکھئے کم از کم اردو شاعری میں تو اس کا جواب کہیں مل نہیں سکتا۔ غالباً اسی قسم کی ادبی خوبیوں کو دیکھ کر ان کے متبعین نے انہیں سلطان القلم کا خطاب دیا ہے۔

بقیہ تصانیف میں زیادہ تر مخالفین کے حق میں دشنام طرازیاں' فرومعی پیشگوئیاں' ذاتی تعلیاں' سرکار کی مدح سرائی' اپنی وفاداری' چندہ کی طلب اور نبوت ورسالت کی تشریحات لایعنی پائی جاتی ہیں۔ ان میں سے کوئی بات ایسی نہیں جو بنی نوع آدم کے لئے دوامی فائدہ کی قرار دی جائے یا جس کو پڑھ کر مسلمانوں کا ایمان تازہ ہو سکے۔ آخر الذکر بات یعنی اپنی نبوت کی تشریح تو اس قدر مبہم اور پیچیدہ ہے کہ لاہوری اور قادیانی دونوں جماعتوں میں مابہ النزاع بنی ہوئی ہے اور میرا خیال تو یہ ہے کہ مرزا قادیانی خود بھی آخر تک یہ نہ سمجھ سکے کہ میں کس قسم کا نبی ہوں؟ قادیانی پارٹی اس امر کی معترف ہے کہ حضرت صاحب کو ۱۹۰۱ء تک اپنے دعویٰ کی سمجھ نہیں آئی۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ کیفیت ۱۹۰۸ء تک قائم رہی اور ان کی تمام عمر اقرار نبوت اور انکار نبوت کی الجھن میں بسر ہوگئی۔ کیونکہ اگر بقول قادیانی پارٹی ۱۹۰۱ء میں ان کو اپنے نبی ہونے کا حقیقی اور مستقل نبی ہونے کا یقین ہوگیا تھا۔ تو ۱۹۰۴ء میں وہ یہ نہ کہتے:

"سمیت نبیاً لا علی وجه الحقیقة بل علی طریق المجاز." "یعنی میرا نام حقیقی طور پر نبی

نہیں رکھا گیا بلکہ محض مجازی طور پر "(الاستفتا' ضمیمہ حقیقت الوحی ص ۲۴ 'خزائن ج ۲۲ ص ۶۸۹)
اور یہ ظاہر ہے کہ حقیقی نبی اپنے آپ کو مجازی نبی نہیں کہہ سکتا۔
آخر میں ایک بات ان کے مبلغ علم کے متعلق اور بھی کہنا چاہتا ہوں۔وہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے کئی خطوط چراغ علی کو لکھے تھے کہ براہ کرم فلاں مبحث پر مجھے اپنی تحقیقات کے نتائج سے مطلع کیجئے اور فلاں مضمون جس کا آپ نے وعدہ فرمایا تھا جلد بھیجئے تاکہ میں اسے اپنی کتاب میں شامل کر سکوں۔ مجدد زماں اور یہ دریوزہ گری موجب صد استجاب ہے۔
یہ تمام خطوط مولوی سید محمد یحییٰ صاحب تنہائی اے نے اپنی کتاب سیر المصنفین میں درج کئے ہیں اور ان کے مطالعہ سے یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچ جاتا ہے کہ مرزا قادیانی نے مولوی چراغ علی صاحب مرحوم سے علمی رنگ میں استفادہ کیا تھا۔ مولوی صاحب کے مضامین جن لوگوں نے پڑھے ہیں وہ اس بات میں مجھ سے متفق ہوں گے کہ ان کے تمام مضامین میں محققانہ رنگ پایا جاتا ہے اور یہ بات انہیں مرزا قادیانی پر نمایاں فوقیت عطا کرتی ہے۔ کیونکہ آپ ان (مرزا قادیانی) کی تمام کتابیں پڑھ جائیے کسی جگہ تحقیق (ریسرچ) کی جھلک نظر نہیں آئے گی۔
کس قدر تعجب کی بات ہے کہ جو شخص سلطان القلم ہو بلکہ مجدد ہو جس کا دعویٰ یہ ہو کہ میں جب لکھتا ہوں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی شخص مجھے اندر سے تعلیم دے رہا ہے جس کا ذہنی ارتقاء آنحضرت ﷺ سے بھی زیادہ ہو۔(مضمون ڈاکٹر شاہنواز خان صاحب مندرجہ ریویو مئی ۱۹۲۹ء)
وہ شخص علمی مضامین کے لئے دوسروں کے آگے ہاتھ پھیلائے ؟:
حالانکہ مجدد کی تعریف یہ ہے کہ وہ اپنے زمانہ میں سب سے زیادہ عالم ہوتا ہے اور علمائے وقت اس سے استفادہ کرتے ہیں۔
یہ تو ہوئی مرزا غلام احمد قادیانی کے علوم ظاہری کی مختصر روداد۔اب رہے باطنی علوم تو ان کے متعلق صرف اس قدر کہنا کافی ہو گا کہ مرزا قادیانی کے متبعین میں کوئی شخص ایسا نظر نہیں آتا جس نے کسب فیض کر کے مرتبہ ولایت حاصل کیا ہو اور اس کا نام مشاہیر اولیائے ہندؒ کے زمرہ عالیہ میں شامل کیا جا سکے۔ہاں! یہ ضرور ہے کہ بعض افراد نے ان پر ایمان لا کر نبوت کا درجہ ضرور حاصل کر لیا۔اگرچہ اس بات کا افسوس ضرور ہے کہ مرزا قادیانی اور قادیانی جماعت دونوں نے ان بزرگوں کی کوئی قدر و منزلت نہیں کی بلکہ انہیں الٹا مخبوط الحواس قرار دے دیا۔
نمونہ کے طور پر ان میں سے بعض کے حالات ہدیہ ناظرین کئے جاتے ہیں۔

۱… مولوی یار محمد قادیانی کی نبوت

"ایک میرے استاد تھے جو سکول میں پڑھایا کرتے تھے۔ بعد میں وہ نبوت کے مدعی بن گئے۔ ان کا نام ... ن یار محمد صاحب تھا۔ انہیں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) سے ایسی محبت تھی کہ اس کے نتیجہ میں ہی ان پر جنون کا رنگ غالب آگیا۔ ممکن ہے پہلے بھی ان کے دماغ میں کوئی نقص ہو مگر ہم نے تو یہی دیکھا کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی محبت میں بڑھتے بڑھتے انہیں جنون ہو گیا اور وہ حضرت صاحب کی ہر پیشگوئی کو اپنی طرف منسوب کرنے لگے۔" (ارشاد میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیانی مندرجہ اخبار الفضل ج ۲۲ شمارہ اص ۶ کیم جنوری ۱۹۳۵ء)

۲… احمد نور کابلی قادیانی کی نبوت

لا الہ الا اللہ احمد نور رسول اللہ ! اے لوگو میں اللہ کا رسول ہوں اور میری وحی اللہ کی طرف سے ہے اور اب آسمان کے نیچے میری تابعداری اللہ کا دین ہے۔ میں رحمتہ للعالمین ہوں اور تمام انبیاء کا مظہر ہوں۔" (لکل امتہ اجل' مصنفہ احمد نور کابلی ص ۱'۲)

سید احمد نور صاحب کابلی کے متعلق ہر شخص جانتا ہے کہ وہ خود مدعی نبوت ہیں اور معذور اور بیمار آدمی ہیں۔ پس ان کا کام ہماری طرف کس طرح منسوب کیا جا سکتا ہے ؟۔ (خطبہ میاں محمود احمد خلیفہ قادیان مندرجہ الفضل ج ۲۲ ش ۵۸ ص ۷ '۱۱ نومبر ۱۹۳۴ء)

۳… عبداللطیف گناچوریہ کی نبوت

"چونکہ خدا تعالیٰ نے نو سال سے مجھے کل دنیا کی ہدایت کے لئے اپنا نبی اور رسول اور امام مہدی بنا کر بعوث کیا ہے لیکن میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیانی نے اور ان کی جماعت نے میرے دعاوی قبول کرنے سے نکار کر دیا ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے بذریعہ وحی مجھے اطلاع دی ہے کہ وہ ان کو سزا دے گا۔" (عبداللطیف خدا کا نبی ور رسول گناچور ضلع جالندھر مورخہ ۵ مارچ ۱۹۳۰ء)

۴… چراغ دین جموی قادیانی کی نبوت

"چونکہ اس شخص (چراغ الدین) نے اپنے اشتہارات میں یہ لکھا ہے کہ میں رسول ہوں اور رسول بھی ؛لوالعزم.......... یہ کہنا کہ میں رسول اللہ ہوں کس قدر خدا کے پاک سلسلہ کی ہتک عزت ہے۔ گویا رسالت اور

نبوت بازیچہ اطفال ہے............ نفس امارہ کی غلطی نے اس کو خود ستائی پر آمادہ کیا ہے۔ پس آج کی تاریخ سے وہ ہماری جماعت سے منقطع ہے............ ہماری جماعت کو چاہئے کہ ایسے انسان سے قطعاً پرہیز کریں۔"(المشتہر خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان ۲۳ اپریل ۱۹۰۲ء' دافع البلاء ص ۱۹'۲۲' خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۹ تا ۲۴۲)

۵... غلام محمد لاہوری کی نبوت

"جس طرح تمام نبی ماموریت سے پہلے بالکل خاموش گم شدہ معمولی اور بے علم ہوتے ہیں ایسا ہی میرا حال تھا............ لیکن لیلۃ القدر کی مشوررات کے بعد میں بڑے شور و غل کے ساتھ غار حرا سے باہر نکل آیا جس کی مثال موجودہ دنیا پیش نہیں کر سکتی۔ ایک ہی رات میں عالم بھی ہو گیا' مصنف بھی' امام بھی ہو گیا اور مصلح موعود بھی۔

خلیفہ قادیان کے نام مخصوص آسمانی چٹھی

آپ کو معلوم ہو گا کہ مجھے حضرت مسیح موعود کی روحانی فرزندیت میں آسمانی بابرکت مصلح موعود قدرت ثانی کی آسمانی خلافت کا دعویٰ ہے لیکن آپ نے مجھے کوئی معمولی انسان سمجھ کر تکبر سے منہ پھیر لیا۔ اس طرح آپ نے مجھے ہی نہیں ٹھکرایا بلکہ اپنے محسن باپ کو ٹھکرایا جس کی شاہی گدی پر بیٹھ کر آپ ہزاروں آرام کے دن دیکھ چکے ہیں............ میری طرف سے اس لاپرواہی کی سزا میں سردست آپ کو ہلکی سزاؤں میں مبتلا کیا جا رہا ہے............ میری اطاعت سے الگ رہنے کی صورت میں آپ کے سارے کاروبار کو ٹھنڈا کر دیا جائے گا۔"(ص ۷۱' رسالہ نمبر ہشتم منجانب تنبیخ غلام محمد بشیر الدولہ روحانی فرزند ارجمند مسیح موعود سابق ممبر مجلس معتمدین احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگز لاہور)

۶... مولوی عبداللہ تیماپوری کی نبوت

"اللہ پاک نے اس عاجز پر اپنے صحیفہ آسمانی کا نزول فرما کر سلسلہ آسمانی کی طرف مخلوق کو دعوت دینے کی تاکید کی ہے۔ بائیس سال کا عرصہ گزرتا ہے کہ خاکسار خدا سے وحی پا کر اس کام کو سرانجام دے رہا ہے۔"(ام العرفان ص ۹ مصنفہ عبداللہ تیماپوری قادیانی)

۷... صدیق دیندار صاحب چن بسویشور کی نبوت

"اگر میں احمدیوں کا مامور موعود نہیں ہوں تو دوسرا کوئی بتائے جو عین وقت میں یعنی ۱۹۲۴ء میں آیا ہو............ اللہ جل شانہ نے اپنی سنت کے مطابق جماعت احمدیہ کے ابتداء کے زمانہ میں صدیق کا انتخاب کیا ہے۔"

"حضرت مرزا صاحب نے ۱۸ اپریل ۱۸۸۶ء میں یہ اعلان کیا تھا کہ ایک مامور عنقریب پیدا ہونے والا ہے۔ وہ روح حق سے بولے گا اور اس کا نزول گویا خدا کا نزول ہے۔ مرزا صاحب نے فقیر کی تاریخ پیدائش ۱۸۸۶ء بتائی تھی۔ ان بشارتوں کے مطابق میری پیدائش ۷ جون ۱۸۸۶ء ہے۔"

"اب حق آگیا۔ اسی کی طرف حضرت صاحب نے اشارہ کیا تھا کہ جب تک روح القدس سے تائید پا کر کوئی کھڑا نہ ہو تم سب مل کر کام کرو۔ بعدہ اس کی اتباع کرنا اسی میں نجات ہے......... میری اس اموریت کے انکار کی صورت میں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر وہ موعود میں نہیں ہوں تو اور کون ہے؟۔ (خادم خاتم النبیین ص ۹، ۱۷ مصنفہ صدیق دیندار صاحب چن بشویشور)

ناظرین! یہ ہے مرزا غلام احمد قادیانی کا روحانی فیض کہ متعدد اشخاص نے ان کی بیعت میں داخل ہو کر نبوت کا درجہ حاصل کر لیا اور وحی والہام سے سرفراز ہو گئے۔ مجھے ان لوگوں کے اس رتبہ پر رشک نہیں۔ ہاں! ایک افسوس ضرور ہے:۔

ہم جو چپ ہوں تو سڑی کہلائیں
شیخ چپ ہوں تو توکل ٹھہرے

مرزا غلام احمد قادیانی دعویٰ نبوت کریں تو صادق۔ لیکن احمد نور کابلی، مولوی یار محمد، عبداللطیف گناچوری، چراغ دین جموی، شیخ غلام احمد لاہوری، مولوی عبداللہ تیماپوری، صدیق صاحب دیندار، مرزا صاحب کے متبع ان سے محبت کرنے والے اگر مدعی نبوت ہوں تو کاذب، مفتری اور مخبوط الحواس قرار پائیں:

بسوخته عقل زحیرت که این چه بوالعجبی است

جب بقول خلیفہ صاحب قادیان (میاں محمود) نبوت کا دروازہ کھلا ہوا ہے اور مرزا قادیانی کے بعد بھی ہزاروں نبی پیدا ہوں گے تو جس طرح مرزا قادیانی کسب ذاتی اور آنحضرت ﷺ کی مہر سے نبی بن گئے اسی طرح اور لوگ بھی نبی بن سکتے ہیں۔

مسلمانوں کو میاں محمود احمد خلیفہ قادیان ازراہ ہمدردی یہ سمجھایا کرتے ہیں کہ نبوت ایک رحمت ہے اور اس کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ پس جب آنحضرت ﷺ نبی گر ہیں تو ان کی اتباع سے جس طرح مرزا قادیانی نبی بن گئے اگر یہ لوگ بھی نبوت کے مرتبہ تک پہنچ گئے تو کیا قیامت لازم آگئی؟۔

اور اگر مرزا قادیانی کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ مرزا قادیانی خاتم النبیین ہیں۔

اس صورت میں مرزا قادیانی مورد اعتراض قرار پاتے ہیں کہ انہوں نے فیض نبوت کو ہمیشہ کے لئے اس امت پر بند

کر دیا اور اگر فیضان نبوت کا بند ہو جانا موجب نقصان نہیں تو پھر آنحضرت ﷺ ہی کو خاتم النبیین کیوں نہ تسلیم کر لیا جائے تاکہ بیسویں صدی کے تمام مدعیان نبوت کی ترکی خود بخود ختم ہو جائے۔

آخر میں ایک سوال قادیانی جماعت سے اور کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ جب مولوی یار محمد، سید احمد نور، شیخ غلام محمد اور مولوی عبداللہ تیماپوری نبوت کا دعویٰ کریں تو آپ حضرات ان لوگوں کو مجنوں، فاتر العقل، مخبوط الحواس اور غلطی خوردہ قرار دیں۔ حالانکہ یہ لوگ آپ کے اصول کی رو سے بالکل راہ راست پر ہیں۔ لیکن جب مسلمان مرزا غلام احمد قادیانی کو دعویٰ نبوت کی وجہ سے اسی خانہ میں رکھتے ہیں جس میں آپ نے ان تمام مدعیان نبوت کو رکھا ہے تو آپ لوگ ناراض ہو جاتے ہیں۔ یہ راز آج تک میری سمجھ میں نہیں آیا۔

باب نبوت یا کھلا ہوا ہے یا بند ہے تیسری کوئی صورت نہیں۔ اگر نبوت و رسالت آنحضرت ﷺ پر ختم ہو گئی تو پھر معاملہ بالکل صاف ہے۔ آنحضرت ﷺ کے بعد ہر مدعی نبوت کاذب ہے۔ خواہ وہ غلام محمد ہو یا غلام احمد، اور اگر نبوت کا سلسلہ ہنوز جاری ہے تو پھر جس منہاج پر آپ نے مرزا غلام احمد قادیانی کو پرکھا ہے اسی منہاج پر شیخ غلام محمد صاحب لاہوری مصلح موعود کو پرکھ لیجئے۔ آخر یہ امتیاز بین الانبیاء کیسا؟

جس زمانہ میں شیخ غلام محمد لاہوری نے مصلح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تھا لاہوری جماعت کے اکثر اکابر کی رائے یہی تھی کہ اس کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ مولوی یار محمد قادیانی نے جب نبوت کا دعویٰ کیا تو اکابر قادیان نے بھی یہی رائے ظاہر کی کہ ان کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ پس جب مرزا قادیانی نے دعویٰ نبوت کیا تھا اگر اس وقت اکابر ملت اسلامیہ نے یہ رائے ظاہر کی تھی کہ مدعی نبوت کے دماغ میں خلل ہے تو آپ لوگ کیوں چیں بجبیں ہوئے تھے؟۔

قادیانی حضرات مجھے معاف کریں۔ نبوت کا دروازہ تو سب سے پہلے مرزا قادیانی نے کھولا۔ پھر اگر ان کے متبعین نے ان کے نقش قدم پر چل کر وہی مقام حاصل کر لیا جس کے وہ خود مدعی تھے تو اس میں کیا قیامت لازم آگئی؟۔

اب میں مرزا قادیانی اور ان کے خلفاء کی تحریرات پیش کر کے ناظرین سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ ان تحریروں کو پڑھ کر خود ہی فیصلہ کر لیں کہ آیا ان کی موجودگی میں کسی قادیانی کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ مدعیان نبوت کو مخبوط الحواس اور فاتر العقل قرار دے۔

’’اللہ جل شانہ نے آنحضرت ﷺ کو صاحب خاتم بنایا۔ یعنی آپ کو افاضہ کمال کے لئے مہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی۔ اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا۔ یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۹۶، خزائن

ج ۲۲ ص ۱۰۰ حاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

’’اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہوسکتا ہے۔‘‘(تجلیات الٰہیہ ص ۲۴‘ خزائن ج ۲۰ ص ۴۱۲ مصنفہ مرزا قادیانی)

’’پس یہ بات بالکل روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کا دروازہ کھلا ہے مگر نبوت صرف آپ کے فیضان سے مل سکتی ہے۔ براہ راست نہیں مل سکتی۔‘‘(حقیقت النبوت ص ۲۲۸‘ مصنفہ مرزا محمود احمد خلیفہ ثانی)

’’انسانی ترقی کے آخری درجہ کا نام نبی ہے۔ جو انسان محبت الٰہی میں ترقی کرتا ہوا صالحین سے شہداء میں اور شہداء سے صدیقوں میں شامل ہو جاتا ہے وہ آخر جب اس درجہ سے بھی ترقی کرتا ہے تو صاحب سر الٰہی بن جاتا ہے۔‘‘(حقیقت النبوت ص ۱۵۳ مصنفہ مرزا محمود)

’’ہمارے آنحضرت کو ایسا درجہ استادی ملا کہ آپ کے مدرسہ کو کالج تک پڑھادیا گیا اور آپ کی شاگردی میں انسان نبی بھی بن سکتا ہے۔‘‘(القول الفصل ص ۱۵ مصنفہ مرزا محمود احمد)

’’یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پاسکتا ہے۔ حتیٰ کہ محمد رسول اللہ ﷺ سے بھی بڑھ سکتا ہے۔‘‘(ملفوظات مرزا محمود احمد مندرجہ الفضل ج ۱۰ ش ۵ ص ۵‘ ۷ اجولائی ۱۹۲۲ء)

’’یہ کس قدر لغو اور باطل عقیدہ ہے کہ ایسا خیال کیا جائے کہ بعد آنحضرت ﷺ کے وحی الٰہی کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند ہو گیا ہے اور آئندہ کو قیامت تک اس کی کوئی بھی امید نہیں۔‘‘(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۸۳‘ خزائن ج ۲۱ ص ۳۵۴ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

’’آنحضرت کے بعد بعثت انبیاء کو بالکل مسدود قرار دینے کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے دنیا کو فیض نبوت سے روک دیا۔‘‘(حقیقت النبوت ص ۱۸۶ مصنفہ مرزا محمود احمد)

غالباً یہ حوالے میرے مقصد کو واضح کرنے کے لئے بالکل کافی ہیں۔

اب میں مرزا قادیانی اور خلیفہ ثانی اور ان کے متبعین سے یہ سوال کرتا ہوں کہ مولوی یار محمد‘ سید نور احمد‘ ظہیر الدین اروپی‘ صدیق دیندار‘ مولوی عبداللہ تیماپوری‘ عبداللطیف گناچوری‘ شیخ غلام محمد لاہوری اور میاں چراغ دین جموی جملہ مدعیان نبوت اگر آپ صاحبان سے یہ سوال کریں کہ جب آپ مانتے ہیں کہ:

۱............ آنحضرت ﷺ کی پیروی انسان کو نبی بناسکتی ہے۔

۲............ بغیر شریعت کے نبی آسکتا ہے۔

۳............آنحضرت کے بعد نبوت کا دروازہ کھلا ہے۔

۴............آنحضرت کی کامل اتباع سے ایک امتی نبیوں کا مرتبہ حاصل کر سکتا ہے۔

۵............اگر کوئی انسان صدیقیت کے مرتبہ سے بھی آگے ترقی کر جائے تو وہ نبی بن جاتا ہے۔

۶............ایک انسان ترقی کرتے کرتے آنحضرت سے بھی بڑھ سکتا ہے۔

۷............نبوت کو آنحضرت ﷺ پر ختم سمجھنا ایک لغو اور باطل عقیدہ ہے۔

۸............ختم نبوت کے عقیدے سے انقطاع فیض لازم آتا ہے اور اس میں آنحضرت کی توہین ہے اور امت محمدیہ ناقص ٹھہرتی ہے۔

۹............ختم نبوت کے معنی یہ ہیں کہ آئندہ آنحضرت کی اتباع سے نبی بنا کریں گے۔

۱۰............اور سب سے بڑھ کر یہ کہ مرزا غلام احمد قادیانی خود بھی آنحضرت کی اتباع کاملہ کی بدولت نبی بن گئے تو اگر ہم لوگوں نے اسی ترکیب سے یہ درجہ حاصل کر لیا تو ہم مورد الزام کیوں ہیں:

درمیاں قعر دریا تختہ بندم کردہ؟
بازمیگوئی کہ دامن ترمکن ہشیار باش

یہ کس قدر قدر ظلم اور صریح ظلم اور حق پوشی اور ناحق کوشی اور بے انصافی ہے کہ آپ دعویٰ نبوت کریں تو صادق اور ہم دعویٰ نبوت کریں تو کاذب' بلکہ مجنون' فاتر العقل' مخبوط الحواس اور فریب خوردہ کہلائیں:

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے تو چرچا نہیں ہوتا

اگر اس کے جواب میں خلیفہ قادیانی اور ان کی امت یہ کہے کہ:

ا . . . مرزا قادیانی نے یہ مرتبہ کامل اتباع آنحضرت ﷺ سے پایا تو اس کے جواب میں یہ مدعیان نبوت یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے بھی ٹھیک اسی طرح پایا ہے بلکہ مرزا قادیانی نے تو صرف آنحضرت ﷺ ہی کے اتباع سے درجہ نبوت حاصل کیا ہم لوگوں نے تو آنحضرت ﷺ کی اتباع بھی کی اور مرزا قادیانی کی بھی۔ جن کا ذہنی ارتقاء اپنے استاد سے بھی زیادہ تھا۔ اب رہی بات اتباع کی۔ پس وہ جس طرح مرزا قادیانی کا زبانی دعویٰ تھا ہمارا بھی زبانی ہی ہے۔ ان کو الہام ہوتا تھا ہمیں بھی الہام ہوتا ہے۔ رہا ثبوت سو وہ نہ ان کے پاس تھا نہ ہمارے پاس ہے بلکہ ان کے الہامات تو بعض اوقات مہمل بھی ہوتے تھے مثلاً ''پریشن'' ''عمر پلاطوس'' ''خاکسار پیپر منٹ'' اور ''ربنا عاج'' لیکن ہمارا کوئی الہام اس قبیل سے نہیں ہے۔

آخر میں ایک سوال میاں محمود احمد خلیفہ قادیان سے اور کرتا ہوں۔ جناب موصوف ”حقیقت النبوت ص ۱۹۶“ پر لکھتے ہیں :

”آنحضرت کے بعد بعثت انبیاء کو بالکل مسدود قرار دینے کا یہ مطلب ہے کہ آنحضرت نے دنیا کو فیض نبوت سے روک دیا اور آپ کی بعثت کے بعد اللہ نے اس انعام کو بند کر دیا۔ اب بتاؤ کہ اس عقیدہ سے آنحضرت رحمتہ للعالمین ثابت ہوتے ہیں یا اس کے خلاف ؟ اگر اس عقیدہ کو تسلیم کیا جائے تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ آپ (نعوذ باللہ) دنیا کے لئے ایک عذاب کے طور پر آئے تھے اور جو شخص ایسا خیال کرتا ہے وہ لعنتی اور مردود ہے۔“

اب اگر جس طرح خلیفہ قادیانی نے مسلمانوں سے سوال کیا ہے ایک بہائی (پیرو مذہب بہاءاللہ ایرانی) ان الفاظ میں جناب موصوف سے سوال کرے :

”آنحضرت کے بعد شریعت وہدایت منجانب اللہ کو بند قرار دینے کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ قرآن کی وجہ سے دنیا فیض ہدایت ربانی سے بالکل محروم ہو گئی اور قرآن کے نزول نے اس انعام کو بالکل بند کر دیا۔ اب بتاؤ اس عقیدہ کی رو سے کہ شریعت وہدایت ختم ہو چکی' قرآن دنیا کے لئے موجب رحمت ثابت ہوتا ہے یا اس کے خلاف ؟۔ اگر اس عقیدہ کو تسلیم کر لیا جائے تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ قرآن مجید دنیا پر بطور ایک عذاب کے نازل ہوا تھا۔“

تو خلیفہ قادیان اسے کیا جواب دیں گے ؟۔

اگر آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کو ختم ماننا موجب نقصان ہے تو شریعت کو ختم ماننا موجب نقصان کیوں نہیں ؟ جس طرح نبوت جاری ہے شریعت بھی جاری ہے۔ اگر اس کے جواب میں قادیانی حضرات بہائی حضرات سے یہ کہیں کہ جناب شریعت ختم ہو گئی تو ہم ان سے کہتے ہیں کہ جناب نبوت بھی ختم ہو گئی۔ جس طرح نبوت دنیا کے لئے موجب رحمت ہے قرآن مجید بھی دنیا کے لئے موجب رحمت ہے اور جس طرح نبوت کے بند ماننے سے مفاسد لازم آتے ہیں۔ جس طرح آنحضرت ﷺ کے بعد نبی آنے سے کوئی خرابی لازم نہیں آتی اسی طرح قرآن مجید کے بعد نئی شریعت آنے سے کوئی خرابی لازم نہیں آتی۔ اگر یہ کہو کہ شریعت کامل ہو چکی ہے تو ہم کہتے ہیں کہ نبوت بھی کامل ہو چکی ہے۔

اگر ان اعتراضات کا مرزائیوں کے پاس کوئی جواب ہو تو ہم بھی سننے کے مشتاق ہیں ؟۔

ناظرین ! مجھے معاف فرمائیں بات کہاں سے کہاں پہنچ گئی مقصد اس تمام داستان سے یہ تھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے علوم باطنی کی کرشمہ سازیاں ناظرین اوراق کی خدمت میں پیش کر دوں :

لذیذ بود حکایت دراز تر گفتم

مختصر یہ کہ علوم ظاہری وباطنی دونوں کے لحاظ سے ہمارے مرزا قادیانی جمیع مجددین امتہ کی صف میں یکتا اور بے ہمتا نظر آتے ہیں۔

خدا کی شان ہے کہ ان جلوہ ریزیوں کے بعد بھی مسلمانوں کی ایک جماعت انہیں مجدد دین تسلیم کرتی ہے اوران کا کلمہ پڑھتی ہے۔

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

جو جماعت غلو میں اس قدر ترقی کر چکی ہو کہ مرزا قادیانی کے ذہنی ارتقاء کو سرور کائنات فخر موجودات علیہ افضل الثناء والتحیات کے ذہنی ارتقاء سے بڑھ کر قرار دیتی ہو۔ جس جماعت کے افراد کو اپنے پیشوا کو نبی بنانے کے شوق میں یہ کلمہ کہنے سے باک نہ ہو کہ ایک شخص ترقی کرتے کرتے افضل الانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ سے بھی بڑھ سکتا ہے۔ اس جماعت کے افراد سے تو یہ توقع ہی فضول ہے کہ وہ ان حقائق پر غور کریں گے۔ ہاں! مرزا غلام احمد قادیانی کو صرف مجدد ماننے والوں سے یہ مخلصانہ گزارش ضرور ہے کہ جو شخص یہ کہے کہ مجھے منہاج نبوت پر پرکھو اور یہ کہ جس قدر نشانات مجھ سے ظاہر ہوئے ان سے صدہا نبیوں کی نبوت ثابت ہو سکتی ہے۔ جس شخص کا یہ دعویٰ ہو کہ میں نبی اور رسول ہوں جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا وہ مسلمان نہیں۔ اس کی نجات کی کوئی صورت نہیں:

آنچہ دادست ہر نبی را جام
داد آں جام را مرا بہ تمام

انبیاء گرچہ بودہ اندبسے
من بعرفان نہ کمترم زکسے

(نزول المسیح ص ۹۹ خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷)

ایسے مدعی کو وہ صرف مجدد کس طرح مان سکتے ہیں؟۔

یہ بات تو علیحدہ ہے کہ وہ مجدد بھی ثابت نہ ہو سکیں لیکن انہیں تو حضرت صاحب کے رتبہ کو گھٹانا مناسب نہیں ہے۔

نوٹ: ہمارے زمانہ میں مادہ پرستی کا دور ہے۔ ہر شخص خصوصاً انگریزی دان طبقہ روحانیت اور علم باطنی کو شک اور شبہ کی نظر سے دیکھتا ہے۔ دنیا کسی زمانہ میں بھی ہادیان طریقت اور اصحاب باطن سے خالی نہیں رہتی لیکن

ان کے دیکھنے کے لئے نگاہ کی ضرورت ہے۔ مجدد چونکہ علوم ظاہر و باطن دونوں کا جامع ہوتا ہے۔ اس لئے وہ لوگوں میں سب سے پہلے یہ نگاہ پیدا کرتا ہے۔ یعنی لوگوں کے اندر خدا طلبی کا ذوق پیدا کرتا ہے اور اس کے بعد انہیں اس راہ پر چلاتا ہے کہ وہ دست بکار اور دل بہ یار کا مصداق بن جاتے ہیں۔ چونکہ اس زمانہ میں بہت کم لوگ ارباب باطن یا علوم باطنی سے آگاہ ہیں اس لئے مختصر طور پر ان دونوں باتوں کی تشریح ضروری ہے تاکہ ناظرین کرام خود فیصلہ کر سکیں کہ مرزا قادیانی کا شمار ارباب باطن یعنی اولیاء اللہ میں ہو سکتا ہے یا نہیں ؟۔

جو علم حواس خمسہ کے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے وہ اور جو علم استقرائی اور استخراجی طریق پر حاصل ہوتا ہے۔ یہ دونوں علوم ظاہری ہیں چونکہ حواس خمسہ اور قوائے عقلیہ سے غلطی بھی ہو سکتی ہے اس لئے ان علوم کی بدولت حق الیقین کا مرتبہ حاصل نہیں ہو سکتا۔

اللہ تعالیٰ اس کی صفات روح اس کے افعال وحی والہام اور دیگر معاملات روحانی یہ سب حواس اور عقل کی رسائی سے بالاتر ہیں۔ ان کی معرفت کا آلہ دماغ نہیں بلکہ قلب ہے۔ جسے صوفیائے کرام اپنی اصطلاح میں ”حاسہ باطنی“ کہتے ہیں۔ اس حاسہ باطنی کو موثر بنانے کے لئے حکمت یا منطق فلسفہ جاننا ضروری نہیں بلکہ تزکیہ نفس شرط لازمی ہے۔ تزکیہ گویا وہ صیقل ہے جس کی بدولت آئینہ قلب متجلی ہو جاتا ہے اور یہ تو سب جانتے ہیں کہ آئینہ میں عکس اسی وقت نظر آتا اور آسکتا ہے جبکہ اس کی صیقل کامل ہو۔ اس کیفیت کو علم نہیں کہتے بلکہ وجدان سے تعبیر کرتے ہیں۔ وجدان کے لفظی معنی ہیں پالینا۔ جاننے میں غلطی ہو سکتی ہے لیکن جو چیز آپ نے پالی ہے اس کے متعلق آپ کے دل میں یہ شبہ پیدا نہیں ہو سکتا کہ پائی ہے یا نہیں ؟۔ صوفی استدلالی رنگ میں نہیں بلکہ وجدانی رنگ میں خدا کو دیکھ کر اس کی ذات و صفات کے متعلق یقین جازم پیدا کرتا ہے اور ظاہر ہے کہ وہی یقین 'یقین' ہے جو وجدانی طور پر پیدا ہو۔ اسی لئے مولانا رومیؒ فرماتے ہیں :

گر بہ استدلال کار دیں بدے

فخر رازی راز دار دیں بدے

یہ یقین کس طرح پیدا ہو جاتا ہے کہ تزکیہ نفس و تصفیہ باطن کیونکر ہوتا ہے۔ دروغ گوئی خود بینی فریب کاری وغیرہ عادات قبیحہ کیونکر دور ہو سکتی ہیں ؟ انسان نفس امارہ کے چنگل سے کس طرح رہائی حاصل کر سکتا ہے؟ اسی علم کو علم باطن کہتے ہیں۔

چونکہ اس علم کا منتہی مقام ولایت ہے اس لئے جو شخص علم باطنی میں ماہر ہوتا ہے اسے عرف عام میں ولی اللہ کہتے ہیں۔ اگرچہ ہر ولی کے لئے مجدد ہونا ضروری نہیں لیکن مجدد کے لئے ولی اللہ ہونا اشد ضروری ہے۔ کیونکہ

دین کی تجدید بچوں کا کھیل نہیں ہے۔ اور میں پھر کہتا ہوں۔ خواہ مجھ پر تکرار مضمون کا الزام ہی کیوں نہ عائد ہو جائے کہ چند کتابیں تصنیف کر لینے یا چند پیشگوئیاں کر دینے یا چند لیکچر سنا دینے یا مناظرے کر لینے سے کوئی شخص مجدد نہیں بن سکتا۔

اب میں ناظرین کی آگاہی کے لئے چند باتیں اولیاء اللہ کے متعلق لکھتا ہوں۔ تاکہ مجددین امت کا مرتبہ اور مقام سمجھنے میں آسانی ہو۔

ہندوستان میں جو اولیاء اللہ گزرے ہیں ان میں حضرت داتا گنج بخش صاحبؒ لاہوری، حضرت سلطان الہند خواجہ غریب نواز اجمیریؒ، حضرت خواجہ قطب الدین دہلویؒ، حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی دہلویؒ، حضرت فرید الدین گنج شکر اجودھنیؒ، حضرت صابر صاحب کلیریؒ، حضرت خواجہ باقی باللہؒ، حضرت بہاؤالدین نقشبندؒ، حضرت خواجہ گیسودرازؒ بہت مشہور و معروف ہیں اور ان بزرگان دین کے علمی و عملی کارنامے آج بھی زبان زد خاص وعام ہیں۔ ان کی پاکیزہ زندگیوں پر طائرانہ نگاہ ڈالیئے۔ آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ اولیاء اللہ کی زندگی کیسی ہوتی ہے اور اس کی بناء پر آپ بآسانی یہ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ مجدد کی زندگی کیسی ہونی چاہئے کیونکہ ہر مجدد ولی اللہ بھی ہوتا ہے۔ جزوی اختلافات سے قطع نظر کر لیجئے۔ کیونکہ ہر فرد کی سرشت دوسرے سے کچھ نہ کچھ مختلف ہوتی ہے۔ مفصلہ ذیل امور سب کی پاکیزہ زندگیوں میں مشترک نظر آتے ہیں۔

ا . . . ان میں سے کسی شخص نے سلاطین وقت یا حکومت کے سامنے دریوزہ گری نہیں کی۔ خدا تعالیٰ کے سوا اور کسی دنیاوی طاقت سے مرعوب نہیں ہوئے بلکہ خود سلاطین وقت ان کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور ان کے سامنے دست بستہ کھڑے ہونے کو سعادت اخروی یقین کرتے تھے اور آج بھی جبکہ یہ بزرگان دین بظاہر ہماری نگاہوں سے روپوش ہو چکے ہیں۔ ان کی باطنی کشش کا یہ عالم ہے کہ ایک دنیا ان کی آرام گاہوں کی خاک طوطیائے چشم بناتی ہے اور دامن امید گلہائے مراد سے بھرتی ہے۔ انہی کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی ہے :

"الا ان اولیاء اللّٰہ لاخوف علیھم ولا ھم یحزنون ۰"

اس کے برخلاف مرزا غلام احمد قادیانی کی زندگی سرکار دولت مدار کی چوکھٹ پر ناصیہ فرسائی کرتے گزر گئی اور اس شعر کا مفہوم ورد زبان رہا :

گل پھینکے ہے اوروں کی طرف بلکہ ثمر بھی
اے خانہ بر انداز چمن کچھ تو ادھر بھی

اس کی پوری تفصیل اور تحریری شہادت آگے آئے گی۔

۲ . . . ان بزرگان دین نے نہ ذخیرہ احادیث کو ردی کی ٹوکری میں ڈالا' نہ دین اسلام میں کوئی رخنہ پیدا کیا' نہ غیر تشریعی نبوت کا دعویٰ کیا' نہ اکابر امت کی توہین کی' نہ عام مسلمانوں کو ذریۃ البغایا کا لقب عطا کیا' نہ اپنی شان میں قصیدہ خوانی کی' نہ انعامی چیلنج شائع کئے اور نہ زبانی جمع خرچ کیا بلکہ سارا وقت ساری زندگی خلق اللہ کی خدمت میں بسر کی۔ جاہلوں کو عالم بنایا' علماء کو خدا سے ملایا' مسکینوں کی دستگیری کی' مریضوں کی تیمارداری کی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اٹھتے بیٹھتے تبلیغ اسلام کی۔ ہزارہا غیر مسلموں کو کلمہ پڑھایا۔ ہزارہا گمراہوں کو سیدھا راستہ دکھایا اور خود نان جوین اور ایک بوریے پر قناعت کی۔ نہ یاقوتی کھائی نہ مفرح عنبری۔

ڈاکٹر ٹی ڈبلیو آرنلڈ اپنی شہرہ آفاق کتاب دعوت اسلام میں لکھتے ہیں کہ حضرت داتا گنج بخش لاہوریؒ کے مواعظ حسنہ میں یہ تاثیر تھی کہ بلا مبالغہ صدہا غیر مسلم روزانہ دائرہ اسلام میں داخل ہوتے تھے۔ یہی حال حضرت خواجگان چشتؒ کا تھا اور آج جو ہندوستان میں ۸ کروڑ سے زائد مسلمان نظر آتے ہیں یہ سب انہی قدسی نفس بزرگان دین کی تبلیغی کوششوں کا نتیجہ ہے۔ ورنہ ہندوستان میں نہ کوئی باقاعدہ اور منظم طریق پر تبلیغ اسلام کا ادارہ قائم ہوا اور نہ مسلمان بادشاہوں نے باستثنائے معدودے کوئی تبلیغی نظام اس ملک میں قائم کیا۔

اس کے برخلاف مرزا قادیانی نے امت مرحومہ میں ایک مستقل فتنہ وفساد کا دروازہ کھول دیا۔ نبوت کا دعویٰ کر کے وحدت ملی کو پارہ پارہ کر دیا۔ نوبت بایں جا رسید کہ آج کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ! مسلمان ہونے کے لئے کافی نہیں۔ جب تک ایک مسلمان مرزا قادیانی آنجہانی کی نبوت پر ایمان نہ لائے وہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ جل جلالہ' غیر مسلموں کو تو اسلام میں کیا داخل کرتے ۵۶ ہزار مسلمانوں کے علاوہ ساڑھے سات کروڑ کو اسلام سے خارج کر دیا۔ چنانچہ شریعت مرزائیہ کی رو سے کوئی مرزائی کسی مسلمان کا جنازہ نہیں پڑھ سکتا۔ دعویٰ تھا کسر صلیب کا۔ لیکن ۲۳ سالہ بارش کی طرح نزول وحی کے باوجود ۲۳ عیسائی بھی مرزا قادیانی آنجہانی کے دست حق پرست پر مسلمان نہ ہوئے بلکہ جو مغلظات آنجناب نے عیسائیوں کو سنائیں ان کے جواب میں انہوں نے بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں وہ دریدہ دہنی کی کہ باید وشاید۔

آنجناب کی سب سے بڑی تحقیق جس پر آئندہ نسلیں فخر کیا کریں گی یہ ہے کہ آپ نے بصد کاوش حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مزار کا پتہ مسلمانوں کو بتادیا۔ واقعی تیرہ سو برس میں یہ کام کسی مجدد سے نہیں ہو سکا تھا اور یہ کام فی الحقیقت اس قدر مہتم بالشان تھا کہ اس کے لئے اللہ تعالیٰ کو اس زمانہ میں ایک نذیر مبعوث کرنے کی سخت ضرورت تھی اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی دنیا کے مسلمانوں پر ظاہر ہوئی اور اب تو خدا کے فضل سے نبوت کا دروازہ کھل ہی چکا ہے۔ فی الحال سات نبی امت مرزائیہ میں مبعوث ہو چکے ہیں اور ابھی بقول خلیفہ

قادیان ہزاروں نبی آنے والے ہیں۔ امت اسلامیہ کا بیڑا عنقریب اس بھنور سے صاف نکل کر ساحل مراد پر پہنچ جائے گا۔

۳۔۔۔ ان جملہ بزرگان دین نے نہ چندے کے رجسٹر کھولے' نہ کوئی بہشتی مقبرہ بنایا' نہ منارۃ المسیح تعمیر کرایا' نہ ایسی پیشگوئیاں شائع کیں جو پوری نہ ہوئی ہوں۔ انہوں نے کوئی کام اپنے نفس کے لئے نہیں کیا۔

اس کے برخلاف مرزا قادیانی ساری عمر چندوں کی اپیلیں شائع کرتا رہا اور اس کے بعض مرید جن کا ذکر آگے آئے گا۔ اس باب میں ان سے بدظن بھی ہوئے اور آنجناب کی نوے فیصد پیشگوئیاں غلط نکلیں:

ایں کار از تو آید ومرداں چنیں کنند

مثلاً ۱۸۸۶ء میں بشیر احمد کے متعلق پیشگوئی کی کہ یہ لڑکا بڑا ہو کر اولوالعزم اور نامور ہوگا: "کان اللہ نزل من السماء۔" کا مصداق ہوگا۔ لیکن وہ لڑکا ۱۸۸۷ء ہی میں فوت ہوگیا۔

ثانیاً' محمدی بیگم صاحبہ کے متعلق پیشگوئی کی وہ میری زوجیت میں ضرور آئے گی۔ یہ تقدیر مبرم ہے۔ اگر یہ پیشگوئی غلط نکلے تو میں جھوٹا۔ لیکن قدرت خداوندی ملاحظہ ہو مرزا غلام احمد قادیانی ۱۹۰۸ء میں انتقال بھی کر گئے اور یہ پیشگوئی جس کے متعلق انہیں "زوجنکھا" کا الہام بھی ہو چکا تھا پوری نہ ہوئی۔

ثالثاً ڈپٹی عبداللہ آتھم کی پندرہ ماہ کے اندر موت کی پیشگوئی کی مگر وہ بھی غلط نکلی۔

رابعاً ڈاکٹر عبدالحکیم مرحوم کے متعلق پیشگوئی کی تھی کہ میرے سامنے مریں گے لیکن ان کا انتقال ۱۹۲۲ء میں ہوا۔ یعنی مرزا قادیانی کی وفات کے ۱۴ سال کے بعد۔

خامساً' شیر اسلام مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسریؒ کے متعلق ۱۹۰۷ء میں مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا تھا کہ اگر میں جھوٹا ہوں تو آپ کی زندگی میں ہلاک ہو جاؤں گا مقام عبرت ہے کہ مرزا قادیانی ۱۹۰۸ء میں بعارضہ اسہال فوت ہوگیا اور مولانا ہنوز زندہ ہیں۔

اگر مرزا قادیانی کو مقام ولایت یا تقرب الی اللہ حاصل ہوتا تو خدا تعالیٰ ان کے مخالفین کو اس طرح ان پر ہنسنے کا موقع نہ دیتے۔ چونکہ عربی فارسی جانتے تھے اس لئے قدماً مصنفین کی کتب سے استفادہ کر کے چند کتابیں لکھ دیں اور مطالعہ کتب مروجہ کیا تھا۔ اس لئے چند مناظرے کر لئے۔ لیکن علوم باطنی سے کوئی بہرہ نہیں رکھتے تھے اس لئے جب اس میدان میں گامزن ہوئے تو ہر قدم پر لغزش ہوئی اور لوگوں کو یہ کہنے کا موقع مل گیا:

کوئی بھی قول مسیحا ترا پورا نہ ہوا
نامرادی میں ہوا ہے ترا آنا جانا

بقیہ: صفحہ 36 پر

ادارہ

مکتوبات

مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مجلس تحفظ ختم نبوت ہمیشہ اپنے کام کی رپورٹ اپنے بہی خواہان اور ملک کی مقتدر شخصیات تک پہنچا کر ان سے رہنمائی حاصل کرتی رہتی ہے۔ یہ بہت پرانی روایت ہے جس پر آج بھی بحمدہ تعالیٰ عمل در آمد ہورہا ہے۔ مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ نے برطانیہ کا سہ سالہ تبلیغی دورہ کیا۔ ۷۔۶۔۱۹۶۸ء میں حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ نے ایک خط جماعتی رفقاء کو بھجوایا۔ جو یہ ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

جناب مکرم - زید مجدکم

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ' مزاج گرامی

الحمد للہ کہ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان اپنے بانی اول امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری قدس سرہ کے ارشادات گرامی کی روشنی میں اپنی تبلیغی مساعی میں دن بدن ترقی کے منازل طے کررہی ہے۔

مغربی پاکستان میں جماعتی تنظیم کی مضبوطی کے ساتھ ساتھ مشرقی پاکستان میں کام ترقی پذیر ہے۔

مشرقی پاکستان کے شہر اور دیہات میں مرزائیوں کی ارتداد پھیلانے کی مہم ختم ہوچکی ہے۔

مناظر اسلام مولانا لال حسین اختر صاحب یورپ میں پہلے تبلیغی منصوبہ کی کامیابی کے بعد وطن تشریف لاچکے ہیں۔ یورپ کے اکثر ممالک میں جماعتی تنظیم' ووکنگ مسجد سے مرزائیوں کا اخراج' جزائر فجی میں اسلامی مدرسہ کا قیام' عیسائیوں میں تبلیغ اسلام' یورپ میں مستقل تبلیغ کے لئے انگلینڈ میں مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے نام پر ایک عظیم الشان عمارت کی خرید' اس تبلیغی منصوبہ کے اہم نتائج ہیں۔

عنقریب بیرون ملک دوسرے تبلیغی منصوبہ پر عملدرآمد شروع ہوگا جس کے تحت مولانا لال حسین اختر مع دوسرے مبلغین یورپی ممالک میں تشریف لے جائیں گے۔

اس سال اسلامی ممالک میں تبلیغ بذریعہ کتب ورسائل کے علاوہ مولانا لال حسین اختر نے ایام حج میں خصوصیت کے ساتھ مرزائیوں کے خلاف کام کیا۔

استدعا ہے کہ تبلیغ اسلام کے لئے اپنے مفید مشوروں سے مجلس تحفظ ختم نبوت کی رہنمائی فرماکر عنداللہ ماجور ہوں۔

خادم اہل اسلام

محمد علی جالندھری

امیر مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان (ملتان)

حکومتی افراد کے نام خط

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کے بعد پاکستان میں دینی اداروں کے لئے بالخصوص قادیانیوں کے خلاف کام کرنا اتنا دشوار ہو گیا تھا کہ اس دور میں اس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا۔ ہمارے اکابر نے خالصۃً دینی و تبلیغی بنیادوں پر کام کو آگے بڑھایا تاکہ تبلیغ اسلام اور تحفظ ختم نبوت کا کام جاری رہ سکے۔ بدمست ہاتھی کی طرح قادیانی و قادیانی نواز حکمران ان تبلیغی سرگرمیوں میں رکاوٹ پیدا کر رہے تھے۔ ہمارے اکابر نے جہاں تبلیغی بنیادوں پر کام کو دن رات کر کے آگے بڑھایا وہاں حضرت مجدد الف ثانیؒ کی طرز پر نیک دل مسلمان حکومتی افراد کو خطوط بھیج کر بھی تبلیغی کام جاری رکھنے کی اہمیت پر متوجہ کیا۔ ذیل کا خط اوائل جون ۱۹۵۵ء میں سرکاری نیک دل افسران کو بھیجا گیا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

مکرمی و محترمی زید مجدکم

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ' مزاج گرامی

قبل ازیں ۵ ستمبر ۵۴ء کو ایک عریضہ ارسال خدمت کیا تھا جس میں عرض کیا تھا کہ: ۱...... مجلس تحفظ ختم نبوت اپنا دائرہ عمل صرف تبلیغ اسلام اصلاح عقائد اور تربیت اخلاق تک محدود رکھے گی۔ ۲...... مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین کی فہرست اور جائے رہائش کی اطلاع کے ساتھ عرض تھی کہ اگر ان حضرات کی تقاریر یا دیگر سرگرمیوں کے متعلق کوئی اعتراض ہو تو مرکزی دفتر کو مطلع فرمایا جائے۔ دفتر حسب ہدایت اپنے مبلغین کو متنبہ کرے گا۔

ازاں بعد مطبوعہ دستور کی کاپی ارسال خدمت کی گئی کہ آپ ہمارے نصب العین اور دستور کی روشنی میں ہمارے کام کا جائزہ لیں۔ اگر کوئی اعتراض ہو تو براہ راست ہمیں مطلع فرمائیں۔ لیکن ہماری معروضات کی طرف توجہ نہیں دی گئی۔ محض اپنے ہی ذریعہ معلومات پر انحصار فرماتے ہوئے مبلغین کو پابندی کے نوٹس ملتے رہے۔ حالانکہ آپ کے ذریعہ معلومات میں بھی غلطی کا امکان ہے۔

۱……بلکہ امر واقعہ ہے کہ میری ملتان میونسپل حدود میں پابندی کے دوران جناب ایس پی صاحب ملتان نے مجھے بلا کر کہا کہ آپ کی اس جمعہ کی تقریر قابل اعتراض ہے۔ جب انہوں نے تقریر کے جملے پڑھے تو وہ میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھے۔

۲……اسی طرح اس پابندی کے دوران سرگودھا پولیس نے رپورٹ کی کہ باوجود پابندی کے میں نے ضلع سرگودھا کے کسی گاؤں میں تقریر کی ہے۔ حالانکہ ملتان پولیس کی یومیہ رپورٹ مظہر ہے کہ میں ملتان سے باہر نہیں گیا۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابر دیانت اور خلوص کے ساتھ یقین رکھتے ہیں کہ ملک میں مذہبی تبلیغ اور اصلاح عقائد کی اشد ضرورت ہے۔ غالباً آپ بھی اس سے اتفاق فرمائیں گے کہ عوام مذہب سے دور ہوتے جارہے ہیں۔ اب اگر پولیس کی رپورٹوں کی بناء پر جس میں نہ صرف غلطی کا امکان ہے بلکہ مذکورہ بالا واقعات سے غلطی ثابت ہوتی ہے۔ دارو گیر کا یہ سلسلہ جاری رہے تو تبلیغ دین کے نظریہ کو کس طرح عملی جامعہ پہنایا جائے۔

بہتر اگر کوئی تجویز جناب کے ذہن میں آئے تو مطلع فرمایا جائے۔ تاکہ تبلیغ دین کا یہ سلسلہ جو اس موجودہ صورت میں ملک کی شدید ضرورت کے ماتحت صدیوں کے بعد پیدا ہوا ہے جاری رہ سکے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم اور آپ سب کو دین حقہ کی تبلیغ اور مسلمانوں کو مذہبی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔

دعاگو! محمد علی جالندھری

ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان پاکستان

میر نور احمد ڈائریکٹر محکمہ تعلقات عامہ کے نام

پاکستان بننے کے بعد قادیانی سازشی گروہ نے دن رات اپنے جھوٹے دھرم کی اشاعت کے لئے ملک میں خاصہ ہیجان پیدا کیا۔ ادھر مردان خدا حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور آپ کے گرامی قدر رفقاء نے دن رات عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ایک کردیئے۔ تب حکومتی دوائر میں اس مسئلہ کو احراریوں اور احمدیوں کے تنازعہ کا نام دیا جاتا تھا۔ حالانکہ احرار اسلام اس مسئلہ کے منادو اور علمبردار ضرور تھے لیکن قادیانی گروہ سے صرف احرار کا نہیں تمام مسلمانوں کا اختلاف تھا۔ یہ احراری واحمدی تنازعہ نہیں تھا بلکہ مسلم اور قادیانی مسئلہ تھا۔ تب حکومتی ارکان کی تقاریر و بیانات میں متذکرہ غلط عنوان اختیار کیا جاتا تھا جو صریح قادیانی نوازی کی انتہائی مکروہ کارروائی تھی۔ ۲۶ جولائی ۱۹۵۲ء کو مغربی پاکستان ڈائریکٹر تعلقات عامہ جناب میر نور احمد کے نام مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کی ہدایت پر حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ نے یہ خط تحریر فرمایا۔

پہلے متن اور پھر عکس ملاحظہ فرمائیں:

نقل خط بنام میر نور احمد ڈائریکٹر محکمہ تعلقات عامہ

مکرم و محترم جناب میر صاحب

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ' مزاج گرامی

ملت اسلامیہ کے جذبات سے واقف اور ہمارے عرض کرنے کے باوجود آج بھی حکومت پنجاب کی طرف سے موجودہ تحریک کے متعلق جتنے بیانات شائع ہوتے ہیں ان میں احراریوں اور احمدیوں ہی کا تنازع مرقوم ہوتا ہے۔ پسرور اور شیخوپورہ کی کانفرسوں کی جو تقاریر محترم میاں صاحب مدظلہ کی شائع ہوئی ہیں ان میں یہی الفاظ ہیں حالانکہ یہ مسئلہ احرار اور احمدیت کا نہیں بلکہ اسلام اور احمدیت' مرزائیوں اور مسلمانوں کا ہے۔ امید ہے کہ جناب خود اور محترم وزیراعظم صاحب زید مجدہم ضرور اس طرف توجہ فرمائیں گے۔

فقط والسلام!

(مولانا) محمد علی جالندھری

محمد شریف ناظم دفتر مرکزی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان

۲۶ جولائی ۵۲ء

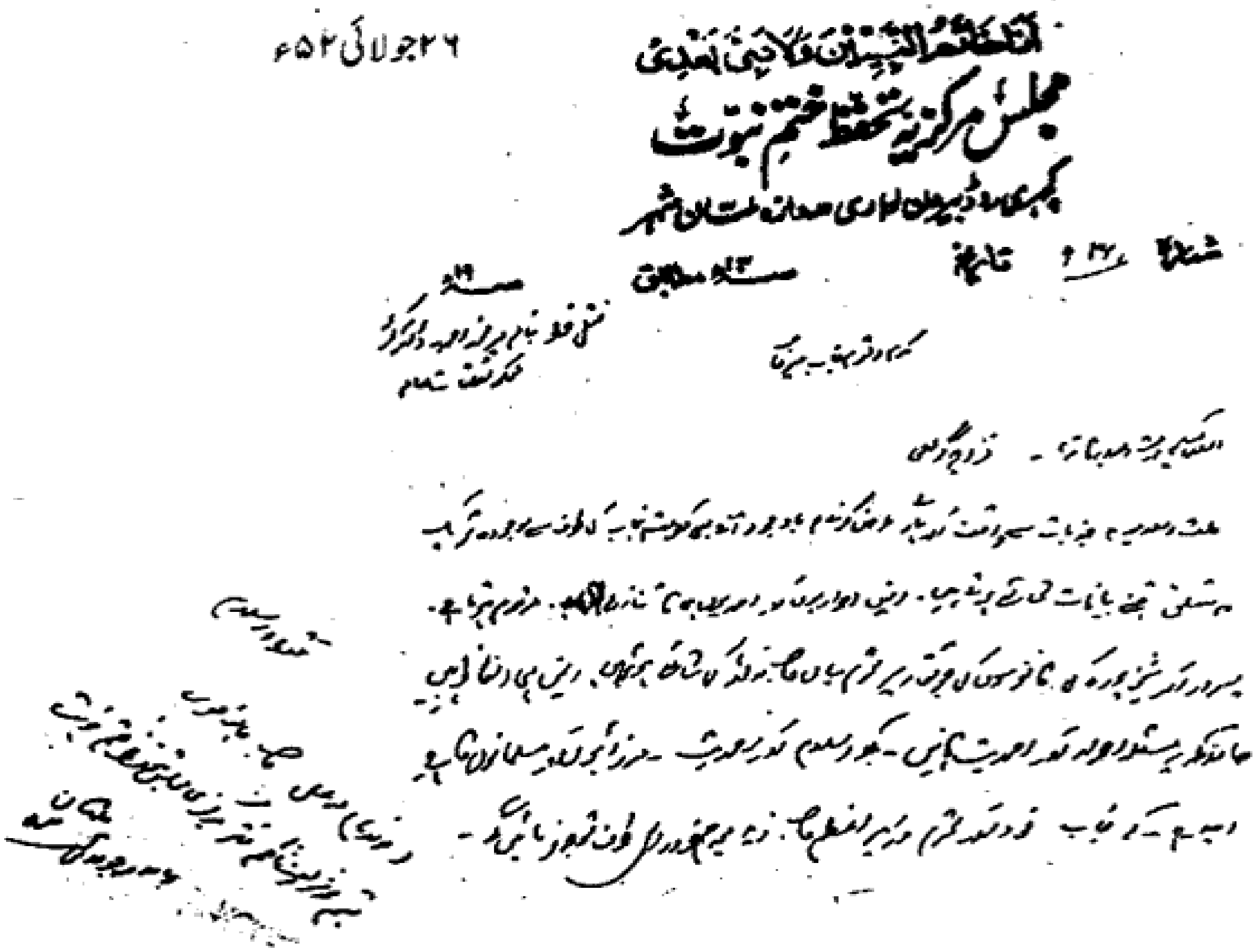

خطیب پاکستان حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ شاہی جامع مسجد شجاع آباد کے متولی اور خطیب حضرت قاضی صاحب کی اجازت سے حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب شاہی مسجد میں درس قرآن دیا کرتے تھے۔ حضرت قاضی صاحبؒ نے چند ہدایات فرمائیں پھر اس کی طرف مکرر یاد دہانی کرائی۔ ہدایات پر مشتمل خط کا عکس :

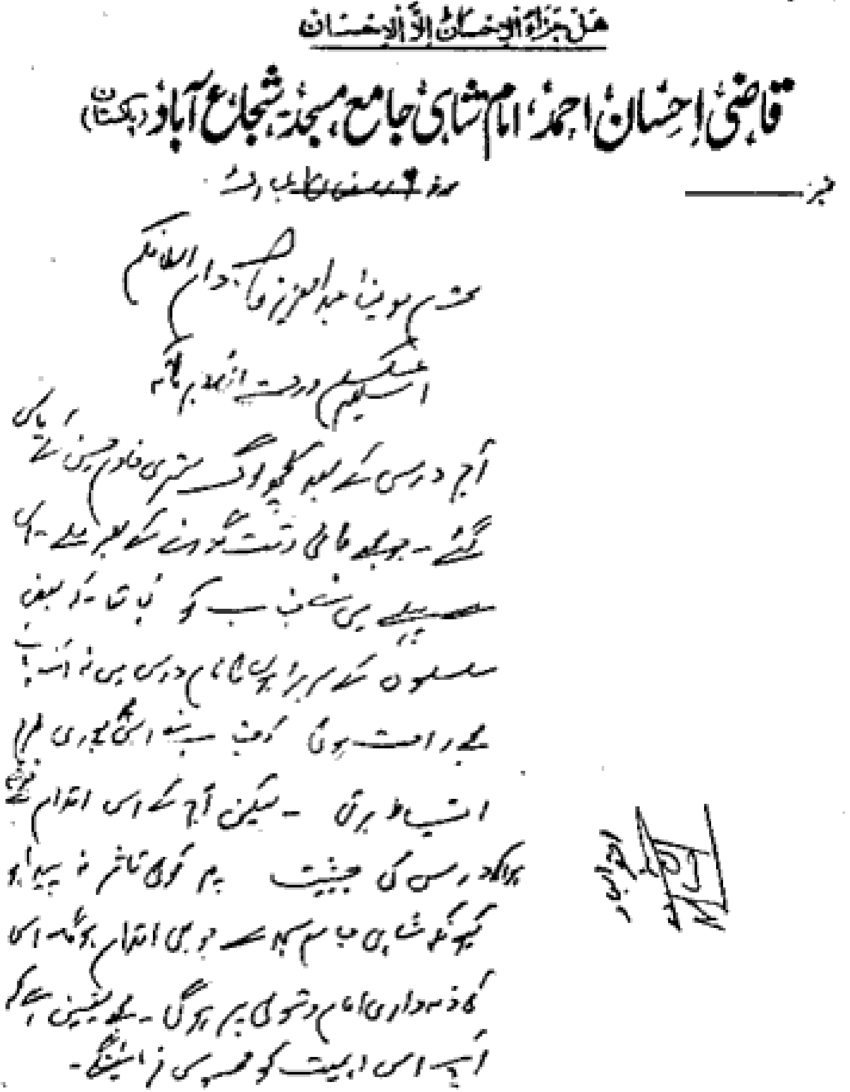

بقیہ : شناخت مجدد

اولیاء اللہ کی زندگی میں وہ کشش اور جاذبیت ہوتی ہے کہ غیر کلمہ پڑھنے اور محبت کا دم بھرنے لگتے ہیں۔ رجوع خلائق کا یہ عالم ہوتا ہے کہ بادشاہان وقت کو ان کے مرتبہ پر رشک وحسد ہونے لگتا ہے لیکن یہاں معاملہ بنوع دیگر ہے جس کی تفصیل آئندہ اوراق میں ملے گی۔

مختصر یہ ہے کہ علم ظاہری اور علم باطنی دونوں کے لحاظ سے مرزا قادیانی کا مرتبہ ایسا نہیں کہ انہیں مجددین اسلام کی زریں فہرست میں شامل کیا جائے۔ جس کو یقین نہ ہو وہ ان کی مبہم اور ژولیدہ تصانیف کو پڑھ کر دیکھ لے۔ جاری ہے!!!

تحریر: مولانا اللہ وسایا

حاصل مطالعہ

غیروں کے سامنے ختم نبوت کے تذکرے

”اخرج ابونعیم فی حدیث طویل عن خالد بن الولید انه سأله ماهان عامل ملك الروم علی الشام هل کان رسولکم اخبرکم انه یأتی بعده رسول قال ولاکن اخبرانه لانبی بعده واخبران عیسیٰ بن مریم قد بشر به قومه قال الرومی وانا علیٰ ذالك من الشاهدین ۰ خصائص ص ٤٨٤ ج٢“

ترجمہ:...... ”حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ جب یرموک پہنچے تو لشکر روم کے سردار نے ایک قاصد بھیجا۔ قاصد نے کہا کہ ملک شام کے گورنر ماہان کی طرف سے آیا ہوں۔ انہوں نے کہا ہے کہ آپ ہمارے پاس اپنی جماعت میں سے ایک عقلمند کو بھیج دیجئے تاکہ ہم ان سے مکالمہ کریں۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو اس کام کے لئے منتخب فرمایا۔ چنانچہ حضرت خالد بن ولیدؓ تشریف لے گئے۔ دوران گفتگو میں ماہان نے دریافت کیا کہ کیا تمہارے رسول نے تمہیں یہ خبر بھی دی ہے کہ ان کے بعد کوئی اور رسول آئے گا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ یہ خبر دی ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور یہ خبر دی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے میرے وجود کی اپنی امت کو پہلے ہی سے بشارت دی تھی۔ ماہان رومی نے یہ سن کر کہا کہ ہاں میں بھی اس پر گواہ ہوں۔ (ابو نعیم)

کل کائنات پر خاتم النبیین ﷺ کا علم

تمام انبیاء علیہم السلام اپنے اپنے وقت پر محدود علاقہ' محدود قوم اور محدود وقت کے لئے تشریف لائے۔ جب آپ ﷺ تشریف لائے تو قیامت کی صبح تک کے لئے کل کائنات' کل عالم آپ ﷺ کی نبوت کے زیر نگین کردیئے گئے:

” قل یا ایها الناس انی رسول اللّٰه الیکم جمیعا ۰ اعراف آیت ١٥٨“ ترجمہ:...... ”تو کہہ

اے لوگو! میں رسول ہوں اللہ کا تم سب کی طرف۔“

”وما ارسلنك الا كافة للناس بشيرا ونذيرا ۰ سباء آیت ۲۸“ ترجمہ :...... ”اور تجھ کو جو ہم نے بھیجا سو ں دے لوگوں کے واسطے خوشی اور ڈر سنانے کو۔“

”تبارك الذی نزّل الفرقان علی عبده لیكون للعالمین نذیرا ۰ فرقان آیت ۱“ ترجمہ :...... ”بڑی برکت اس کی جس نے اتاری فیصلہ کی کتاب اپنے بندہ پر تاکہ ہو جہان والوں کے لئے ڈرانے والا۔“

”وما ارسلنك الا رحمة اللعالمین ۰ انبیاء آیت ۱۰۷“ ترجمہ :...... ”اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر تمام جہانوں کے لئے رحمت۔“

اللہ تعالیٰ سے سب کچھ مانگو سوائے نبوت کے

”عن علیؓ قال وجعت وجعا فا تیت النبیﷺ فاقامنی فی مقامه وقام یصلی والقی طرف ثوبه ثم قال برئت یا ابن ابی طالب فلا بأس علیك ماسألت بالله لی شیئا الا سألت لك مثله ولا سألت الله شیئا الا اعطانیه غیر انه قیل لی انه لانبی بعدی فقمت كأنی ماالشتكیت رواه ابن جریر وابن شاہین فی السنة والطبرانی فی الا وسط وابونعیم فی فضائل الصحابة كذافی الكنز ۰“

ترجمہ :...... ”حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مجھے سخت درد ہوا۔ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے مجھے اپنی جگہ کھڑا کر دیا اور خود نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہو گئے اور آپ ﷺ نے کپڑے کا ایک کنارہ میرے اوپر ڈال دیا پھر فرمایا کہ اے علیؓ! تم شفایاب ہو گئے۔ اب تم میں کوئی مرض نہیں رہا۔ جو کچھ تم اللہ سے میرے لئے دعاء کرو گے میں تمہارے لئے وہی دعا کروں گا اور میں جو کچھ دعا کروں گا اللہ تعالیٰ قبول فرمائے گا۔ اس کے سوا مجھ سے کہہ دیا گیا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ (اس لئے تمہارے لئے بھی نبوت کی دعا نہیں کر سکتا۔) حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں وہاں سے ایسا تندرست ہو کر اٹھا کہ گویا بیمار تھا ہی نہیں۔“

کام کاج سے تھکاوٹ کا علاج

ابن ابی لیلیٰ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے ہمیں بتایا کہ حضرت فاطمہؓ کو چکی چلانے اور آٹا پیسنے وغیرہ سے تھکاوٹ ہو جاتی تھی۔ انہیں پتہ چلا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ لونڈیاں اور غلام آئے تو وہ ایک خدمت گزار

کا مطالبہ لئے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں مگر آپ ﷺ گھر میں تشریف فرما نہیں تھے تو وہ اپنا مدعا ام المومنین حضرت عائشہؓ کو بیان کر کے واپس چلی آئیں۔ گھر تشریف لانے پر رسول اللہ ﷺ کو جب اس معاملے سے آگاہ کیا گیا تو آپ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے۔ ہم بستروں میں لیٹ چکے تھے۔ ہم نے اٹھنا چاہا مگر آپ ﷺ نے ہمیں لیٹے رہنے کا فرمایا.......... اور فرمایا! تم نے جو (غلام وغیرہ کا) سوال کیا ہے کیا میں تمہیں اس سے بہتر بات نہ بتاؤں؟ جب تم (رات کو آرام کے لئے) اپنے بستروں میں لیٹ جاؤ تو ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر کہا کرو۔ ۳۳ مرتبہ الحمدللہ کہا کرو اور ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ کہا کرو۔ یہ تمہارے لئے مطالبے سے بہتر ہے۔ (صحیح بخاری)

پاکستان‘ قادیانی اور بھٹو مرحوم

”احمدیہ مسئلہ! یہ ایک مسئلہ تھا جس پر بھٹو صاحب نے کئی بار کچھ نہ کچھ کہا۔ ایک دفعہ کہنے لگے۔ رفیع یہ لوگ چاہتے ہیں کہ ہم ان کو پاکستان میں وہ مرتبہ دیں جو یہودیوں کو امریکہ میں حاصل ہے۔ یعنی ہماری ہر پالیسی ان کی مرضی کے مطابق چلے۔“

”ایک بار انہوں نے کہا کہ قومی اسمبلی نے ان کو غیر مسلم قرار دیا ہے۔ اس میں میرا قصور کیا ہے؟۔ ایک دن اچانک مجھ سے پوچھا کہ کرنل رفیع کیا احمدی آج کل یہ کہہ رہے ہیں کہ میری موجودہ مصیبتیں ان کے خلیفہ کی بددعا کا نتیجہ ہیں کہ میں کال کوٹھڑی میں پڑا ہوں؟۔ ایک مرتبہ کہنے لگے کہ بھئی اگر ان کے اعتقاد کو دیکھا جائے تو وہ حضرت محمد ﷺ کو آخری نبی ہی نہیں مانتے اور اگر وہ مجھے اپنے آپ کو غیر مسلم قرار دینے کا ذمہ دار ٹھہراتے ہیں تو کوئی بات نہیں۔ پھر کہنے لگے میں تو بڑا گنہگار ہوں اور کیا معلوم کہ میرا یہ عمل ہی میرے گناہوں کی تلافی کر جائے اور اللہ تعالیٰ میرے تمام گناہ اس نیک عمل کی بدولت معاف کر دے۔ بھٹو صاحب کی باتوں سے میں یہ اندازہ لگایا کرتا تھا کہ شاید انہیں گناہ وغیرہ کا کوئی خاص احساس نہ تھا۔ لیکن اس دن مجھے محسوس ہوا کہ معاملہ اس کے برعکس ہے۔“ (”بھٹو کے آخری ۳۲۳ دن“ از کرنل رفیع الدین)

تاج پوشی

عبد شمس پہلا بادشاہ ہے جس کی تاج پوشی ہوئی۔ وہاں سے رسم تاج پوشی شروع ہوئی۔

ہاتھی اور بلی

ہاتھی اپنے عظیم قد و قامت کے باوجود بلی سے ڈرتا ہے۔ کسی سپہ سالار نے ہندوستان کے میدان جنگ میں بلیوں سے ہاتھیوں کو بھگا دیا تھا۔

قریش

تقرش سے قریش مشتق ہے۔ اس کا معنی انتشار و خلفشار کے بعد جمع کرنا ہے۔ یہ لوگ قصی بن کلاب کے زمانہ میں مختلف مقامات پر آباد تھے۔ قصی نے ان کو جمع کر کے حرم میں بسایا۔ تب قصی سے قریش کہلائے۔ (ص ۷۷) بعض نے کہا کہ تجارت پیشہ ہونے کے باعث قریش نام ہوا۔ مختلف اقوال ہیں۔ مسلم شریف میں روایت ہے کہ اولاد اسماعیل علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے کنانہ کو ممتاز کیا۔ کنانہ سے قریش کو اور قریش سے ہاشم کو اور ہاشم سے مجھے (آنحضرت ﷺ) سرفراز و ممتاز فرمایا۔

حاتم طائی سے بڑا سخی

حاتم طائی کی عرب میں سخاوت ضرب المثل ہے۔ حاتم طائی سے کسی نے پوچھا آپ سے بڑا بھی کوئی سخی ہے۔ تو انہوں نے کہا ہاں! میں ایک رات ایک لڑکے کا مہمان ہوا۔ وہ عمدہ بکرے کا مغز میرے پاس لایا۔ اتنا عمدہ پکا ہوا کہ میں نے اس کی تعریف و توصیف کی۔ وہ ایک اور لایا اور پھر لاتا رہا اور میں کھاتا رہا۔ صبح ہوئی تو معلوم ہوا کہ اس نے کئی بکریاں صرف ایک مہمان کو مغز کھلانے کے لئے ذبح کر دی ہیں۔ میں نے کہا آپ نے یہ کیا کیا۔ اس نے کہا آپ میرے مہمان تھے۔ اگر میں سب کچھ بھی آپ پر نثار کر دوں تو بھی آپ کا حق مہمانی ادا نہیں کر سکتا۔ (سیرۃ ابن کثیر ج ۱ ص ۹۲) حاتم طائی نے بیٹے سے وصیت کی کہ اے لخت جگر! میں ہمیشہ تین باتوں کا پابند رہا ہوں۔ کسی ہمسایہ خاتون سے فریب نہیں کیا۔ امانت میں خیانت نہیں کی اور مجھ سے کسی کو اذیت نہیں پہنچی۔

مرنے کے بعد مہمان نوازی

ابوبکر خرائطی سے منقول ہے کہ حاتم طائی کی قبر پر عبدالقیس کا وفد گیا ابوالخیبری جو پھکڑباز اور ستم گر تھا۔ حاتم طائی کی قبر پر لات مار کر کہا کہ اٹھو مہمان نوازی کرو۔ ساتھیوں نے روکا کہ بوسیدہ ہڈیوں سے تم مہمان نوازی کا مطالبہ کرتے ہو۔ خواب میں حاتم طائی نے اسے چند اشعار سنائے جس کا مفہوم تھا کہ میں تشنہ روح ہوں تو قبر کے پاس مجھے مجرم سمجھتا ہے۔ اٹھو کہ قریب میں قبیلہ طے کے مویشی موجود ہیں۔ ہم اپنے مہمانوں کو شکم سیر کرتے ہیں۔ سواریاں آتی ہیں اور ہم ان کو منتخب کرتے ہیں۔ یہ سن کر بڑبڑاتا ہوا ابوالخیبری اٹھا۔ ساتھیوں کو جگایا تیاری کر رہے تھے کہ اس کی اپنی سواری (اونٹ) اچانک بلبلا کر گر پڑی۔ اسے فوراً ذبح کر کے پکا لیا اور کھانا کھا کر فارغ ہوگئے۔ اب ابوالخیبری دوسرے ساتھیوں کے ساتھ ردیف بن کر پریشانی میں سفر کرنے لگا۔ راستہ میں ایک انجان شخص نے ابوالخیبری نام پکارا۔ معلوم ہونے پر ان کو سواری دی اور بتایا کہ رات مجھے حاتم طائی نے سفارش کی ہے کہ

ہم نے ابوالخیبری کی سواری مہمانوں کو کھلادی۔ تم لہ میں اسے سواری دے آؤ۔ (سیرۃ النبی لابن کثیر ج۱ ص ۹۲)

شعر کے ذریعہ حیات نو

ہشام بن محمد بن سائب کلبی معدیکرب سے بیان کرتے ہیں کہ ہم آنحضرت ﷺ کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ یمن کا وفد حاضر ہوا اور اس سے عرض کی ہمیں امرؤالقیس (جاہلی شاعر) کے اشعار کے ذریعہ نئی زندگی ملی۔ آپ ﷺ نے پوچھا وہ کیسے ؟۔ تو انہوں نے عرض کیا کہ ہم آپ ﷺ کی طرف آرہے تھے۔ راستہ بھول گئے۔ تین دن متواتر پانی کی تلاش میں رہے مگر کامیابی نہ ہوئی۔ بالآخر کیکر کے درختوں کے نیچے علیحدہ علیحدہ لیٹ کر موت کا انتظار کرنے لگے۔ ہم سسک رہے تھے کہ تیز رفتار سوار گزرا۔ اسے دیکھ کر ہمارے ساتھی نے شعر پڑھا۔ (ترجمہ : سواری نے اس چشمہ کا رخ کیا جو ضارج کے پاس ہے۔ اس پر سایہ ہے اور کائی اس پر پھیلی ہے۔) سوار نے ہماری خستہ حالی دیکھ کر پوچھا کہ یہ کس کا شعر ہے۔ ہم نے بتایا امرؤالقیس کا۔ اس نے کہا واللہ ! اس نے درست کہا یہ ضارج وادی تمہارے قریب ہے۔ ہم نے بغور دیکھا تو پچاس گز سے بھی قریب تھی۔ چل کر جانے کی سکت نہ تھی۔ ہم گھٹنوں کے بل پہنچے۔ وہ وادی واقعتہ سایہ میں تھی اور کائی اس پر جمی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ آدمی (امرؤالقیس) دنیا میں نامور اور آخرت میں گمنام ہے۔ شعراء کا علم بردار ہے۔ وہ ان سب (مشرک شعراء) کو دوزخ میں لے جائے گا۔ (سیرت النبی ص ۹۶)

امیہ بن حرب کی موت

حضرت ابوسفیانؓ کے والد امیہ بن حرب اپنے رفقاء سمیت دور دراز کے سفر پر تھے۔ راستہ میں ایک سانپ ملا۔ انہوں نے اسے مارڈالا۔ سر شام ایک مادہ سانپ آئی اور زور سے اس نے پھنکارا تو اونٹ بدک گئے اور منتشر ہوگئے۔ انہوں نے مشکل سے جمع کیا۔ اس نے پھر سے ایسے کیا۔ باربار کے عمل سے قریش قافلہ پریشان ہوا تو ادھر ادھر بھاگے۔ ویرانے میں دور آگ نظر آئی۔ اس کے پاس گئے تو ایک مفلوک الحال لمبے لمبے بالوں والا بوڑھا نظر آیا۔ انہوں نے اپنا تعارف کرا کر پریشانی کا ذکر کیا۔ اس پر بوڑھے نے بتایا کہ جب مادہ سانپ دوبارہ آئے تو : ’’ باسمك اللهم ۰ ‘‘ پڑھ کر اس کی طرف دم کرنا۔ وہ بھاگ جائے گی۔ چنانچہ ایسے ہوا۔ اب اس مادہ سانپ سے تو جان چھوٹی لیکن جنات نے مل کر سانپ کے بدلہ میں امیہ بن حرب کو ماردیا تو اس کے رفقاء نے اسے وہیں دفن کردیا۔ (سیرۃ لابن کثیر ص ۱۰۵)

قس بن ساعدہ ایادی

یہ عرب کا معروف شاعر تھا۔ ایادہ قبیلہ کا وفد آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے ان سے قس کے متعلق پوچھا کہ قس کا کیا حال ہے۔ انہوں نے عرض کی کہ وہ فوت ہوگیا ہے۔ آپ ﷺ نے افسوس کیا اور فرمایا کہ عکاظ کے میلہ میں اس نے بلیغ گفتگو کی تھی اور اشعار پڑھے تھے۔ ایک بوڑھے نے کہا میں بھی اس مجلس میں موجود تھا مجھے یاد ہیں۔ اس پر آپ بہت خوش ہوئے اور معجم کبیر طبرانی ج ۲۵ حدیث نمبر ۲۲ ص ۲۳۱ پر حضرت ابن عباسؓ نے آنحضرت ﷺ سے حدیث نقل کی ہے:

”عن ابن عباس قال قدم وفد القیس علی رسول اللہ ﷺ فقال ایکم یعرف قس بن ساعدۃ لایادی؟ قالوا کلنا نعرفہ یارسول اللہ قال فمافعل؟ قالوا ھلک قال فما انساہ بعکاظ فی الشھر الحرام وھو علی جمل احمر وھو یخطب (الناس) ویقول ایھا الناس اجتمعوا واسمعوا وعوا من عاش مات ومن مات فات وکل ماھو آت آت ان فی السماء لخبرا وان فی الارض لعبرا مھاد موضوع وسقف مرفوع ونجوم تمور ولبحار لاتغور واقسم قس قسما حق لئن کان فی الامر (الارض)رضا لتعودن (لیکونن بعدہ) سخط ان للہ لدینا ھوا حب الیہ من دنیا کم (دینکم) الذی انتم علیہ مالی اری الناس یذھبون ولا یرجعون؟ ارضوا بالاقامۃ فاقاموا ام ترکوا فناموا؟“۔

ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ قبیلہ عبدالقیس کا وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ نے پوچھا کہ آپ لوگوں میں سے کوئی قیس ایادی کو جانتا ہے؟۔ تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم سب جانتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا اس کا کیا حال ہے؟ انہوں نے کہا وہ تو فوت ہوگیا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ وہ ذی قعدہ میں عکاظ کے میلے میں سرخ شتر پر سوار پر خطبہ دے رہا تھا۔

اے لوگو! قریب آجاؤ سنو اور یاد رکھو کہ جو زندہ ہے وہ مرے گا اور جو مرے گا وہ دنیا سے جائے گا اور جو چیز آنے والی ہے وہ ضرور آئے گی۔ آسمان خبروں کا سرچشمہ ہے۔ زمین عبرتوں کا مرقع ہے (قبر کی) گود بچھائی جاچکی۔ آسمان کی چھت اٹھائی جاچکی۔ ستارے روشن ہیں۔ سمندر طلاطم خیز ہے اور قیس قسم حق اٹھا کر کہتا ہے اگر تو زمین پر خوش ہے تو یہاں سے جانے کے بعد ناراضگی کا سامنا ہوگا جس دین و دنیا پر تم ہو اس سے زیادہ بہتر اللہ کے ہاں ہمارے لئے ہے۔ کیا ہوگیا ہے کہ میں دیکھتا ہوں لوگ جاتے ہیں اور واپس نہیں آتے کیا وہاں کا قیام پسند آگیا اور وہیں مقیم ہوگئے یا واپسی کا ارادہ ترک کردیا اور وہیں سوگئے۔

مولانا عبداللطیف مسعود

آخرت کے دردناک مناظر

حضرت سمرہ بن جندبؓ کا بیان ہے کہ آنحضرت ﷺ اکثر اوقات اپنے اصحابؓ سے فرمایا کرتے تھے کہ کیا تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے۔ پھر ایک دن خود ہی بیان فرمانے لگے کہ رات کو میرے پاس دو فرد آئے اور کہنے لگے کہ ذرا چلئے۔ میں ان کے ساتھ چل پڑا تو وہ مجھے پاک سرزمین کی جانب لے گئے۔ راستے میں ہمارا گزر ایک شخص پر ہوا جو کہ لیٹا ہوا تھا اور دوسرا آدمی اس کے پاس پتھر لئے کھڑا ہے۔ جب وہ پتھر اس کے سر پر مارتا ہے تو اس کا سر ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے اور پتھر لڑھک کر دور چلا جاتا ہے۔ پھر وہ پتھر والا آدمی جب پتھر لے جاتا ہے تو اس کی واپسی تک اس کا سر صحیح ہو جاتا ہے۔ پھر اس کے سر پر وہ پتھر مارتا ہے اور وہی معاملہ پیش آتا ہے جیسے پہلی مرتبہ پیش آیا تھا۔ یعنی اس کا سر چور چور ہو جاتا ہے اور جب وہ دوبارہ پتھر لینے کو جاتا ہے تو اتنے میں پہلے کی طرح اس کا سر درست ہو جاتا ہے۔ اسی طرح یہ معاملہ جاری رہتا ہے۔ میں نے اپنے ساتھ لانے والوں کو پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے؟۔ وہ بولے آپ ﷺ آگے چلئے۔

ہم آگے چلے جہاں تک کہ ایک ایسے آدمی تک پہنچے جو گدی کے بل اوندھا لیٹا ہوا ہے اور ایک دوسرا آدمی اس کے پاس لوہے کے کنڈے لئے کھڑا ہے اور فوراً ہی اس کے ایک طرف ہو کر اس کنڈے سے اس کا منہ گدی تک چیر دیتا ہے اور اسی طرح آنکھیں اور ناک کے نتھنے بھی گدی تک پھاڑ دیتا ہے۔ اس کے بعد اس کی دوسری جانب بھی یہی عمل کرتا ہے۔ جب وہ اس جانب سے فارغ ہوتا ہے تو اتنے میں پہلی جانب درست ہو جاتی ہے۔ پھر اس جانب ہو کر وہی پہلے والا عمل دہراتا ہے۔ میں نے یہ دیکھ کر ساتھیوں سے دریافت کیا کہ یہ کیا قصہ ہے۔ وہ بولے آپ ﷺ آگے تشریف لے چلئے۔

ہم آگے چل پڑے تو آگ کا ایک تنور سا دیکھا جس میں سے مختلف قسم کی آوازیں اور چیخ و پکار سنائی دی۔ پھر ہم نے اس میں جھانکا تو دیکھا کہ اس میں ننگے مرد اور عورتیں ہیں۔ جب نیچے سے آگ کی لپٹیں اوپر کو اٹھتی ہیں تو یہ بھی اس کے ساتھ اوپر کو آجاتے ہیں۔ میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں۔ وہ بولے اور آگے چلئے۔

ہم آگے چلے تو ہم ایک خون نما نہر پر پہنچے جس میں ایک شخص تیر رہا تھا دوسرا آدمی اس کے کنارے پر

کھڑا ہے۔ اس کے پاس بہت سے پتھر ہیں۔ نہر کے اندر والا آدمی تیرتے تیرتے آخر کنارے والے آدمی کے پاس آجاتا ہے اور اس کے سامنے اپنا منہ کھول دیتا ہے۔ وہ اس کے منہ میں ایک پتھر پھینک دیتا ہے تو وہ پھر چلا جاتا ہے اور تیرتا رہتا ہے۔ پھر لوٹ کر پتھروں والے کے پاس آجاتا ہے۔ وہ جب بھی اس کے پاس واپس آتا ہے تو منہ کھول دیتا ہے اور کنارے والا اس میں پتھر پھینک دیتا ہے۔ میں نے ساتھیوں سے کہا ان دونوں کا کیا معاملہ ہے ؟۔ وہ بولے آپ ﷺ آگے چلئے۔

ہم پھر آگے چلنے لگے۔ حتیٰ کہ ایک ایسے آدمی تک پہنچے جو انتہائی بد صورت تھا۔ اس کے پاس آگ تھی جسے وہ دہکا رہا تھا اور اس کے ارد گرد دوڑ رہا تھا۔ میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ یہ کیا معاملہ ہے ؟۔ وہ بولے آگے چلئے۔

ہم آگے چلے۔ آخر ایک گنجان ترین اور پر رونق باغ میں جا پہنچے اور اس کے سامنے ایک اتنا لمبا آدمی تھا جس کا سر میں نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اس آدمی کے ارد گرد ایسے خوبصورت بچے بیٹھے تھے جو میں نے کبھی نہ دیکھے تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ یہ کیا معاملہ ہے ؟۔ وہ بولے آگے چلئے۔

ہم آگے چل پڑے۔ حتیٰ کہ ایک ایسے عظیم الشان باغ تک پہنچے کہ میں نے ایسا خوبصورت اور اتنا بڑا باغ کبھی نہ دیکھا تھا۔ وہ دونوں ساتھی کہنے لگے۔ اس پر چڑھیے۔ ہم چڑھنے لگے۔ آخر ہم ایک شہر تک پہنچ گئے جو کہ سونے اور چاندی کی اینٹوں سے بنا ہوا تھا۔ ہم نے اس شہر کا دروازہ کھٹکھٹایا تو دروازہ کھول دیا گیا۔ ہم اس میں داخل ہو گئے۔ اس میں ہم نے ایسے آدمی دیکھے جن کا آدھا حصہ نہایت خوبصورت اور باقی آدھا انتہائی بد صورت تھا۔ میرے ساتھیوں نے ان کو کہا کہ جاؤ اس نہر میں غوطہ لگاؤ۔ یہ نہر سامنے چل رہی تھی جس کا پانی انتہائی شفاف تھا۔ چنانچہ وہ آدمی گئے اور اس نہر میں چھلانگیں لگا دیں۔ پھر ہمارے پاس ایسی حالت میں واپس لوٹے کہ ان کی تمام بد صورتی دور ہو چکی تھی اور وہ انتہائی خوبصورت ہو گئے تھے۔ پھر وہ دونوں ساتھی کہنے لگے کہ یہ جنت عدن ہے اور یہ آپ ﷺ کا گھر ہے۔ میں نے کہا کہ خدا تمہارا بھلا کرے مجھے چھوڑو کہ اپنے گھر میں داخل ہو جاؤں۔ وہ بولے کہ ابھی اس میں جانے کا وقت نہیں آیا۔ آپ ﷺ آخر کار اسی میں داخل ہوں گے۔ پھر میں نے ان کو کہا کہ میں نے تمام رات عجیب وغریب منظر دیکھے۔ بتلائیے ان کی کیا حقیقت ہے ؟۔

وہ کہنے لگے کہ وہ آدمی جس کا سر پتھر سے کچلا جا رہا تھا یہ وہ آدمی ہے جس نے قرآن مجید پڑھا پھر اسے چھوڑ بیٹھا اور فرض نماز بھی پڑھ کر نہ سویا' تو قیامت تک اس کے ساتھ یہی سلوک ہوتا رہے گا۔ اور جس آدمی کو آپ ﷺ نے دیکھا کہ اس کے جبڑے سے گدی تک چیرا جا رہا ہے۔ نیز نتھنے اور آنکھ سے گدی تک چیرا جا رہا ہے۔ یہ وہ آدمی

ہے جو گھر سے صبح کو نکلتا اور ایسا جھوٹ بولتا کہ وہ ہر طرف پھیل جاتا۔ اس کے ساتھ قیامت تک یہی سلوک کیا جاتا رہے گا۔ اور جو ننگے مرد اور عورتیں تنور نما جگہ میں تھیں وہ سب زناکار مرد و عورت (موجودہ تہذیب و کلچر کے دلدادہ لوگ، مسجد کی بجائے کلبوں کو رونق بخشنے والے) تھے۔ جو آدمی خون کی نہر میں تیر رہا تھا اور پتھر نگل رہا تھا۔ وہ سود خور آدمی ہے اور جس بد صورت آدمی کو آپ ﷺ نے دیکھا کہ وہ آگ دہکا رہا تھا۔ وہ جہنم کا داروغہ ہے اور جو آپ ﷺ نے طویل القامت آدمی باغ میں دیکھا وہ حضرت ابراھیم علیہ السلام تھے اور ان کے اردگرد جو بچے تھے وہ بچپن میں مر جانے والے بچے تھے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ مشرکین کے بچوں کا کیا بنے گا؟۔ فرمایا! وہ بھی انہیں میں ہوں گے اور جن لوگوں کو آپ ﷺ نے دیکھا کہ ان کا آدھا جسم صحیح اور آدھا خراب ہے۔ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے اچھے اعمال کے ساتھ گناہ اور نافرمانیاں بھی کی تھیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی برائیوں سے درگزر فرمائے۔ باقی میں جبرائیل ہوں اور یہ دوسرے صاحب میرے ساتھ میکائیل ہیں۔

علماء امت فرماتے ہیں کہ یہ حدیث عذاب برزخ (قبر) کے بارہ میں واضح دلیل ہے۔ کیونکہ انبیاء علیہم السلام کے خواب بھی وحی قطعی ہوتے ہیں جو بالکل حقیقت ہوتے ہیں۔ تو اس حدیث میں صاف مذکور ہے کہ یہ عذاب اس کو قیامت تک ہوتا رہے گا۔ یہی برزخ ہے۔ (میت قبر میں دفن ہو یا آگ میں جلائی جائے یا سمندر میں بہائی جائے۔) (شرح الصدور مطبوعہ مصر ص ۶۸'۶۹)

دار قطنی کی بعض روایتوں میں یوں مذکور ہے کہ میں نے کہا کہ اس باغ کے متعلق بتلایئے تو انہوں نے کہا کہ یہ جو چھوٹے بچے ہیں یہ حضرت ابراھیم علیہ السلام کی زیر نگرانی ہیں۔ وہ ان کی قیامت تک دیکھ بھال کرتے رہیں گے۔ میں نے کہا کہ وہ خون میں تیرنے والے کا کیا حال ہے؟۔ تو انہوں نے کہا کہ یہ سود خور ہے۔ (آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ سود لینے والے' دینے والے' سود کے گواہوں اور سودی دستاویز لکھنے والے سب برابر ہیں اور یہ ملعون ہونے میں سب برابر ہیں۔ عذاب میں سب برابر ہیں۔ سود نجی ہو یا بینک کا۔ لہٰذا بینک کی ملازمت حرام ہے۔) برزخ میں قیامت تک اس کی یہی غذا ہوگی۔ میں نے دریافت کیا کہ جس کا سر کچلا جا رہا تھا اس کا کیا معاملہ ہے؟۔ انہوں کہا کہ یہ وہ انسان ہے جس نے قرآن مجید کی تعلیم حاصل کی پھر اس کو چھوڑ کر سو رہا۔ یہاں تک کہ قرآن مجید اسے بھول گیا۔ اس نے اس میں سے کچھ بھی نہ پڑھا۔ جب بھی وہ سونے لگتا ہے تو ملائکہ عذاب اس کے سر کو کوٹنے لگتے ہیں۔ قیامت تک اس کے ساتھ یہی معاملہ ہوتا رہے گا۔ وہ ہرگز اسے سونے کا موقع نہ دیں گے۔ العیاذ باللہ ثم العیاذ باللہ!

حضرت ابو موسیٰ الاشعریؓ کا بیان ہے کہ آنحضرت ﷺ نے بیان فرمایا کہ میں نے کچھ ایسے خواب دیکھے

جن کے چمڑے آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے۔ میں نے دریافت کیا کہ ان کا کیا معاملہ ہے؟۔ اس نے کہا کہ یہ وہ بدکار تھے جو بن سنور کر غیر عورتوں کے پاس جایا کرتے تھے اور میں نے ایک نہایت بدبودار کنواں دیکھا جس میں بہت چیخ و پکار ہو رہی تھی۔ میں نے پوچھا یہ کیا معاملہ ہے تو کہا یہ ان عورتوں کی چیخ و پکار ہے جو غیر مردوں کے ساتھ تعلق قائم کرتی تھیں۔ پھر میں نے وہ لوگ دیکھے جنہوں نے ماء الحیات میں غسل کیا تھا۔ میں نے پوچھا یہ کیا بات ہے؟۔ انہوں نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جن سے نیکیوں کے ساتھ برائیاں بھی صادر ہوئیں۔ (رواہ الخطیب ولابن عساکر بحوالہ شرح الصدور للسیوطی ص ۶۹ طبع مصر)

مندرجہ بالا روایات میں جن برے اعمال کی سزا معلوم ہوئی ہے۔ ان پر خوب غور کر لیا جائے۔ ورنہ پھر پچھتاوے اور رونے دھونے سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ اللھم وفقنا لما تحب وترضیٰ!

متعدد کبائر اور برے اعمال کا خطرناک انجام

حضرت علیؓ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ نے فجر کی نماز پڑھائی۔ بعد از فراغت ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمانے لگے کہ آج رات دو فرشتے میرے پاس آئے اور مجھے بازو سے پکڑ کر آسمان دنیا کی طرف چلے تو میرا گزر ایک ایسے فرشتے کے پاس سے ہوا جس کے سامنے ایک شخص تھا۔ فرشتے کے ہاتھ میں ایک پتھر تھا جسے وہ اس آدمی کی کھوپڑی پر مارتا ہے جس سے اس کا دماغ ایک طرف ہو جاتا ہے اور وہ پتھر دوسری طرف لڑھک جاتا ہے۔ میں نے کہا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟۔ وہ دونوں کہنے لگے کہ آگے چلیے۔

میں آگے چل پڑا تو دیکھا کہ ایک فرشتہ ہے اور اس کے سامنے ایک آدمی ہے۔ اس فرشتے کے ہاتھ میں لوہے کا ایک ایسا کنڈا ہے جسے وہ اس کے منہ میں داہنے طرف رکھ کر کھینچتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اسے کان تک چیرتا ہوا چلا جاتا ہے پھر وہ اس کے بائیں طرف ایسا ہی عمل کرتا ہے۔ اتنے میں دائیں طرف درست ہو جاتی ہے۔ میں نے کہا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟۔ انہوں نے کہا کہ آگے چلیے۔

تو ہم آگے روانہ ہو گئے۔ آگے ہم خون کی ایک ایسی نہر پر پہنچے جو کہ ہنڈیا کی طرح جوش مار رہی تھی اور اس میں ننگے لوگ ہیں اور اس کے کنارے پر فرشتے ہاتھوں میں مٹی کے ڈلے لئے کھڑے ہیں۔ جب بھی نہر سے کوئی نزدیک آتا ہے تو یہ اسے یہ ڈھیلا دے مارتے ہیں۔ وہ اس کے منہ پر پڑتا ہے جس سے وہ نہر کی تہ میں پہنچ جاتا ہے۔ میں نے پوچھا یہ کیا معاملہ ہے؟۔ وہ دونوں بولے آگے چلیے۔

ہم آگے چلے۔ ہم ایک ایسے گھر تک پہنچے جو نیچے سے تنگ اور اوپر سے کشادہ تھا۔ اس میں ایسے لوگ تھے جن کے نیچے آگ جلائی جاتی تھی۔ میں نے ان کی بدبو سے تنگ آکر اپنی ناک بند کر لی۔ میں نے کہا کہ یہ کیا حقیقت

ہے ؟۔ وہ بولے آگے چلئے۔

میں آگے روانہ ہوا تو ایک سیاہ ٹیلہ پر پہنچا جس پر کچھ مخبوط الحواس اور دیوانے سے لوگ تھے۔ ان کی دبروں میں آگ جلائی جاتی تھی اور ان کے مونہوں کانوں اور آنکھوں سے نکل رہی تھی۔ میں نے پوچھا یہ کیا معاملہ ہے ؟۔ وہ کہنے لگے آگے چلئے۔

میں آگے چل پڑا۔ آگے ایک ایسی جگہ دیکھی جس پر ایک فرشتہ متعین تھا جو چیز بھی اس آگ سے نکلتی وہ اسے لاکر واپس اسی میں داخل کر دیتا۔ میں نے کہا کہ یہ کیا معاملہ ہے ؟۔ وہ بولے آگے چلئے۔

میں آگے چلا تو ایک ایسے باغیچہ میں پہنچا جس میں ایک نہایت حسین و جمیل بزرگ تھے اور ان کے اردگرد بچے تھے۔ وہاں ایک ایسا درخت بھی تھا جس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح بڑے بڑے تھے۔ میں اس درخت پر جتنا 'اللہ کو منظور ہوا چڑھتا گیا۔ چنانچہ میں نے وہاں بہترین قسم کے موتیوں کے محل دیکھے اور سبز زمرد اور سرخ یاقوت کے محالات ملاحظہ کئے۔ میں نے پوچھا یہ کیا معاملہ ہے۔ وہ پھر بولے آگے چلئے۔

میں آگے چل پڑا۔ آگے چل کر میں نے ایک ایسی نہر دیکھی جس کے دوپل سونے اور چاندی کے تھے اور اس نہر کے دونوں کناروں پر ایسے خوبصورت محل تھے جن کی مانند محل میں نے کبھی نہ دیکھے تھے۔ وہ کھوکھلے موتیوں 'سبز زمرد اور سرخ یاقوت سے تعمیر کئے گئے تھے۔ ان میں دو پیالے اور کئی کوزے تھے۔ میں نے کہا یہ کیا معاملہ ہے ؟۔ وہ بولے تشریف رکھیئے۔ میں نیچے اترا۔ میں نے اپنا ہاتھ ان برتنوں میں سے ایک کو لگایا اور اسے بھر کر نوش کیا تو وہ شہد سے میٹھا 'دودھ سے سفید اور مکھن سے بھی نرم تھا۔ پھر کہنے لگا کہ :

وہ پتھر والا شخص جو آپ ﷺ نے دیکھا کہ وہ دوسرے آدمی کی کھوپڑی پر مار رہا تھا تو اس کا دماغ ایک طرف ڈھل جاتا ہے اور پتھر دوسری طرف لڑھک جاتا ہے۔ تو یہ وہ لوگ ہیں جو عشاء کی نماز چھوڑ کر سو جاتے تھے اور نمازیں وقت بے وقت پڑھتے تھے۔ ان کو یہی سزا دی جاتی رہے گی۔ حتیٰ کہ بعد از قیامت جہنم کی طرف منتقل ہو جائیں۔ (العیاذ باللہ)

اور جو آدمی کنڈوں والا دیکھا کہ کنڈا منہ میں ڈال کر کان اور آنکھ تک چیر تا پھاڑتا چلا جاتا تھا تو یہ وہ لوگ ہیں جو مسلمانوں میں باہمی چغل خوری اور لگائی بجھائی کا دھندا کر کے آپس میں لڑائی فساد کرا دیتے تھے۔ ان کو یہی عذاب ملتا رہے گا حتیٰ کہ وہ جہنم میں منتقل ہو جائیں۔ (العیاذ باللہ)

اور جن کو مٹی کے ڈلے مارے جاتے تھے۔ وہ سود خور لوگ ہیں۔ (یہ تمام بینکوں کا عملہ 'منیجر اور کیشئر وغیرہ اور اوپر لوگ اور حکومت وقت کے سربراہ جو سودی معیشت کو تحفظ دے رہے ہیں) ان کو یہی سزا دی جاتی

رہے گی حتیٰ کہ وہ نار جہنم میں منتقل ہو جائیں۔ (العیاذ باللہ)

اور جن لوگوں (مرد و زن) کو آپ ﷺ نے ننگے دیکھا وہ زناکار لوگ تھے جن کی شرمگاہوں سے بدبو اور تعفن اٹھ رہا تھا۔ ان کو یہی سزا ملتی رہے گی۔ یہاں تک کہ وہ عذاب جہنم میں منتقل ہو جائیں۔ (العیاذ باللہ)

اور جو لوگ آپ ﷺ نے مخبوط الحواس دیکھے۔ وہ قوم لوط کا فعل بد کرنے والے (ہم جنس پرست) تھے۔ وہ فاعل و مفعول دونوں اسی عذاب میں رہیں گے۔ حتیٰ کہ عذاب جہنم میں منتقل ہو جائیں اور جو بند آگ آپ ﷺ نے دیکھی یہ جہنم تھی۔ (العیاذ باللہ ثم العیاذ باللہ)

اور جو آپ ﷺ نے باغیچہ دیکھا وہ جنت ماوی تھی اور اس میں جو بزرگ تھے وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے اور ان کے باغیچے میں ان کے پاس جو بچے تھے وہ مسلمانوں کے نابالغ فوت شدہ بچے تھے۔ وہ درخت سدرۃ المنتہیٰ تھا اور اس کے محلات وہ اعلیٰ علیین کے رہنے والے نبیوں' صدیقوں' شہداء اور صالحین کے مسکن تھے اور جو نہر آپ ﷺ نے دیکھی وہ کوثر تھی جو خدا نے آپ ﷺ کو عنایت فرما رکھی ہے۔ یہ محلات آپ ﷺ کے اور آپ ﷺ کے اہل بیت کے ہیں۔ (ص ۷۰)

لیلہ الاسراء کے چند عبرتناک مناظر

حضرت ابو سعید خدریؓ حدیث معراج کے سلسلہ میں آنحضرت ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ پھر میں تھوڑا آگے چلا تو کچھ دستر خوان دیکھے جن پر حلال گوشت تھا مگر ان کے قریب کوئی نہ آتا تھا۔ پھر میں نے کچھ ایسے دستر خوان دیکھے جن پر بدبودار اور سڑا ہوا گوشت تھا۔ ان کے پاس کافی لوگ جمع تھے جو ان میں سے کھا رہے تھے۔ میں نے جبرائیل علیہ السلام سے دریافت کیا کہ یہ کون لوگ ہیں۔ انہوں نے کہا یہ آپ ﷺ کی امت کے وہ لوگ ہیں جو حلال کو چھوڑ کر حرام کا استعمال کرتے ہیں۔ (آزاد معاشرے کے خوشحال لوگ جن کے ہاں فیملی سسٹم کوئی وقعت نہیں رکھتا۔) پھر میں تھوڑا سا آگے چلا تو ایسے لوگ دیکھے جن کے پیٹ کمروں کی طرح بڑے بڑے تھے۔ جب بھی کوئی اٹھنا چاہتا تو فوراً گر پڑتا اور کہتا کہ اے اللہ قیامت نہ قائم کیجئے۔ وہ فرعون کے راستہ پر تھے۔ ایک قافلہ آتا اور ان کو روندتا ہوا نکل جاتا۔ میں نے سنا کہ وہ خدا کے حضور خوب آہ و زاری کر رہے ہیں۔ میں نے کہا اے جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں؟۔ انہوں نے جواب میں کہا کہ یہ آپ ﷺ کی امت کے سود خور ہیں۔ پھر میں اور آگے بڑھا تو ایسے لوگ دیکھے جن کے پیٹ اونٹوں کی طرح بڑے بڑے تھے۔ ان کے منہ کھول کر ان میں انگارے ڈالے جاتے ہیں جو ان کی پچلی راہ سے نکل جاتے ہیں۔ میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟۔ انہوں نے کہا کہ یہ آپ ﷺ کی امت کے وہ لوگ ہیں ظلماً یتیموں کا مال کھا جاتے ہیں۔ (یتیم خانوں کی صورت میں' جائیداد کی تقسیم کی

صورت میں) پھر اور آگے بڑھا تو دیکھا کہ کچھ عورتیں اپنے پستانوں کے ذریعے لٹکائی ہوئی ہیں۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں ؟۔ کہا یہ بدکار عورتیں (اداکارائیں اور ایکٹرسیں اور موجودہ فحاشی کی دلدادہ خواتین) ہیں۔ پھر میں اور آگے بڑھا تو ایسے لوگ دیکھے جن کے پہلوؤں سے گوشت کاٹا جارہا تھا اور انہی کو کھلایا جارہا تھا اور کہا جارہا تھا کہ اسے کھا' جیسے تو اپنے بھائی کا گوشت کھایا کرتا تھا (غیبت کرتا تھا) میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں ؟۔ کہا کہ یہ لوگوں کے عیب ڈھونڈنے والے اور طعنہ باز لوگ ہیں۔

حضرت ابوہریرہؓ سے حدیث معراج کے ضمن میں منقول ہے کہ آنحضرت ﷺ ایک ایسی قوم کے پاس پہنچے جن کے سر پتھروں سے کچلے جارہے تھے۔ وہ کچلنے کے بعد پھر درست ہو جاتے تھے اور یہ سلوک ان سے بلاوقفہ کیا جارہا تھا۔ میں نے کہا جبرائیل علیہ السلام یہ کون لوگ ہیں ؟۔ وہ بولے یہ وہ لوگ ہیں جن کے سر نماز سے بوجھل ہو جایا کرتے تھے۔ (یعنی نماز ترک کر کے سورہتے تھے۔ رات کھیل تماشا' کلب اور ٹی وی اور وی سی آر' دیکھ کر صبح نصف دن کو اٹھنے والی تہذیب و کلچر کے دلدادہ تھے) پھر ایسے لوگوں کے پاس پہنچے جن کے اگلی اور پچھلی جانب چیتھڑے رکھے ہوئے تھے۔ وہ ایسے چرتے تھے جیسے اونٹ اور بھیڑ بکریاں چرا کرتی ہیں اور وہ تھوہر اور زقوم اور جہنم کے کنکر اور پتھر کھائے جارہے تھے۔ میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں ؟۔ کہا یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مالوں کی زکوۃ نہ دیا کرتے تھے۔ پھر آپ ﷺ ایسے لوگوں تک پہنچے جن کے روبرو ہنڈیا میں تازہ گوشت پڑا تھا اور کچھ بدبودار اور سڑا ہوا گوشت تھا تو وہ صاف پکا ہوا گوشت چھوڑ کر یہ بدبودار سڑا ہوا گوشت کھارہے ہیں۔ میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں ؟۔ کہا یہ وہ آدمی ہے جو اپنی حلال عورت کے پاس سے اٹھ کر بدکار عورت کے پاس جایا کرتا تھا۔ صبح تک وہیں رات گزارتا اور یہ عورت اپنے خاوند سے اٹھ کر دوسرے بدکار مرد کے پاس رات گزارا کرتی تھی۔ یہاں تک کہ صبح ہو جاتی۔ پھر آپ ﷺ ایک ایسے آدمی کے پاس پہنچے جس نے لکڑیوں کا بہت بڑا گٹھا اکٹھا کر رکھا تھا جسے یہ اٹھا نہیں سکتا۔ مگر یہ ان میں اور لکڑیاں رکھتا چلا جاتا ہے۔ آپ ﷺ نے دریافت کیا کہ یہ کیا معاملہ ہے ؟۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ ایک ایسا انسان ہے جس کے پاس لوگوں کی امانتیں جمع ہیں جن کو یہ ادا نہیں کر سکتا تھا لیکن اس کے باوجود مزید اور امانتیں اکٹھی کرتا جاتا ہے۔ پھر آپ ﷺ ایک ایسی قوم کے پاس پہنچے جن کے ہونٹ اور زبانیں لوہے کی قینچیوں سے کاٹے جارہے ہیں۔ وہ کاٹنے کے بعد پھر اسی طرح صحیح ہو جاتے ہیں۔ ان کا یہ معاملہ مسلسل چل رہا ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا یہ کیا معاملہ ہے ؟۔ انہوں نے جواب دیا کہ یہ لوگ فتنہ باز خطباء حضرات ہیں۔ (رواہ البیہقی وعدی بحوالہ شرح الصدور)

یہ لوگ لچھے دار تقریریں کر کے خواب مال بٹورنے والے مقررین حضرات ہیں جن میں خشیت الٰہی

اوراس کے احکام کی تعمیل نام کو نہیں ہوتی۔

حضرت انسؓ کابیان ہے کہ فرمایارسول اللہ ﷺ نے کہ جب مجھے معراج کرایا گیا تواس دوران میں ایسے لوگوں کے پاس سے گزرا جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ اپنے چہرہ اور سینے کو نوچ رہے تھے۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ کون لوگ ہیں اے جبرائیل! انہوں نے جواب دیا کہ یہ لوگوں کا گوشت کھانے والے ہیں (غیبت کرنے والے) اور لوگوں کی عزت وآبرو سے کھیلنے والے لوگ ہیں۔ (ابوداؤد بحوالہ شرح الصدور للسیوطیؒ)

(دوسروں کی توہین و تحقیر کرنے والے لوگوں کی کردار کشی کرنے والے علماء دین اور کارٹون بنانے والے۔)

حضرات صحابہ کرامؓ کی توہین کرنے والے کا انجام

حضرت حسن بصریؒ مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو انسان دنیا سے اس حالت میں رخصت ہوا کہ وہ میرے کسی صحابیؓ کو برا بھلا کہتا تھا تو اللہ تعالیٰ اس پر ایک ایسا جانور مسلط کردیتا ہے جو اس کا گوشت کاٹتا رہتا ہے جس کی تکلیف وہ قیامت تک محسوس کرتا رہے گا۔ (العیاذ باللہ)

حضرت ابوامامہؓ کابیان ہے کہ آنحضرت ﷺ نماز فجر کے بعد ہمارے پاس تشریف لائے تو فرمایا کہ میں نے ایک خواب دیکھا ہے اور وہ بالکل درست اور برحق ہے۔ لہٰذا تم اسے خوب ذہن نشین کرلو۔ وہ یہ ہے کہ میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے اپنے پیچھے چلنے کو کہا۔ حتیٰ کہ ایک ایسے پہاڑ پر پہنچے جو بڑا طویل اور بے آب وگیاہ (چٹیل) تھا۔ پھر مجھے کہنے لگے کہ اس پر چڑھیے۔ میں نے کہا کہ میں تو نہیں چڑھ سکتا۔ کہا کہ میں آپ ﷺ کے لئے سہولت مہیا کردوں گا۔ پھر میں جب ایک قدم اٹھاتا تو اس کے ایک درجے پر پہنچ جاتا۔ حتیٰ کہ ہم اس کی بلندی سطح پر پہنچ گئے۔ پھر اس پر چلنے لگے تو آگے ہم نے کچھ ایسے مردوزن دیکھے جن کی باچھیں پھٹی ہوئی تھیں۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ کون لوگ ہیں؟۔ کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے کہنے کے مطابق عمل نہیں کرتے تھے۔ پھر ہم اور آگے چلے تو ہمنے کچھ مردوعورت ایسے دیکھے جن کی آنکھوں اور کانوں میں کیل ٹھونکے گئے ہیں۔ میں نے دریافت کیا یہ کون ہیں؟۔ فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی آنکھوں کو وہ چیزیں دکھاتے ہیں اور ان کی باتوں کی ٹوہ میں لگے رہتے ہیں۔ پھر ہم اور آگے بڑھے تو کچھ ایسی عورتوں کو دیکھا جن کو الٹا کرکے ان کی ایڑیوں کے ساتھ لٹکایا گیا تھا اور ان کو سانپ ڈس رہے تھے۔ میں نے کہا کہ یہ کون ہیں؟۔ کہا کہ یہ وہ عورتیں ہیں جنہوں نے اپنے بچوں کو دودھ نہیں پلایا (اپنی امارت اور کبر وبڑائی کی بنیاد پر یعنی بلاعذر اولاد کو ڈبے کا دودھ پلانے والی عورتیں) پھر ہم اور آگے بڑھے تو ہم نے کچھ ایسے مردوں اور عورتوں کو دیکھا جن کو ان کی ایڑیوں سے باندھ کر الٹا لٹکایا گیا تھا اور وہ کچھ پانی اور

کچھ کھمبیاں چوس چاٹ رہے تھے۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ کون لوگ ہیں ؟۔انہوں نے جواب دیا یہ وہ روزہ رکھنے والے ہیں جو وقت سے قبل ہی افطار کر لیا کرتے تھے۔ پھر ہم اور آگے چلے تو ہم نے ایسے بد صورت آدمی دیکھے جن کی شکل وشباہت 'لباس اور بو نہایت ہی بری اور قابل نفرت تھی۔ میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں ؟۔ تو کہا یہ زناکار اور بدکار لوگ ہیں۔ پھر ہم اور آگے بڑے تو ہم نے کچھ ایسے مردے دیکھے جن کے لاشے اور جثے نہایت پھول چکے تھے اور ان سے بڑی گندی بو آرہی تھی۔ میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں ؟۔انہوں نے جواب دیا کہ یہ کافروں کے لاشے ہیں۔ پھر ہم اور آگے بڑھے تو دیکھا کہ کچھ آدمی درخت کے سائے تلے موجود تھے۔ میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں ؟۔انہوں نے کہا کہ یہ مسلمان اموات ہیں۔ پھر ہم اور آگے بڑھے تو ہم نے کچھ بچے اور بچیاں دیکھیں جو دو نہروں کے درمیان کھیل رہے تھے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں ؟۔ کہا یہ مسلمانوں کے چھوٹی عمر میں فوت ہونے والے بچے ہیں۔ پھر ہم اور آگے بڑھے تو ہم نے بہترین شکل وصورت اور عمدہ ملبوسات والے اور بہترین خوشبو والے لوگ دیکھے گویا ان کے چہرے سفید کاغذ ہیں۔ میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں ؟۔ انہوں نے کہا یہ صدیق' شہداء اور صالحین امت ہیں :اللھم اجعلنا معھم برحمتك یا ارحم الراحمین !

لواطت کرنے والے کا انجام

حضرت انسؓ سے مرفوعاً منقول ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو کوئی قوم لوط والا عمل کرے گا تو وہ قیامت کے دن انہی میں اٹھایا جائے گا۔(العیاذباللہ)

حضرت عمر بن اسلم الدمشقیؒ سے منقول ہے کہ ہمارے پاس ایک سرحد پر ایک شخص مر گیا تو اسے دفن کر دیا گیا۔ مگر تیسرے دن اس کی قبر اکھڑی ہوئی دیکھی۔ مگر لحد کی اینٹیں اسی طرح تھیں اور لحد میں کچھ نہ تھا۔اس بارہ میں 'میں نے حضرت وکیعؒ سے دریافت کیا۔ توانہوں نے فرمایا کہ ہم نے حدیث میں سنا ہے کہ جو کوئی لواطت کرتے ہوئے مر جائے تو اس کی قبر اسے انہیں میں پہنچا دیتی ہے اور قیامت کو انہیں کے ساتھ اٹھے گا۔(العیاذ باللہ ثم العیاذ باللہ)

☆......☆......☆

پروفیسر منور احمد ملک

بسلسلہ میں ایک احمدی تھا

جماعت قادیانیہ کی "غلام احمد" نام سے بیزاری

ہر مذہب میں اس کے بانی کا نام اس کے ماننے والوں کے ناموں میں اس کثرت کے ساتھ گردش کرتا ہے کہ دیکھنے سننے والا ان کے ناموں سے ان کے پیر و مرشد سے عقیدت کو جانچ سکتا ہے۔ مذہب اسلام کے ماننے والے اس کثرت کے ساتھ اپنے نبی اور ان کے صحابہؓ کا نام اپنے بچوں میں استعمال کرتے ہیں کہ نہ صرف عوام الناس کی عقیدت ظاہر ہوتی ہے بلکہ ان کے نبی ﷺ اور ان کے صحابہ کرامؓ کی شان کی بلندی بھی ظاہر ہوتی ہے۔

مسلمانوں میں غلام نبی' غلام مصطفیٰ' غلام مرتضیٰ' غلام مجتبیٰ' غلام محمد' محمد احمد' محمد شریف' محمد صدیق' محمد ابراہیم وغیرہ اس کثرت سے نام ملیں گے کہ ایک چھوٹے سے گاؤں محلے میں درجنوں ایسے نام مل جائیں گے جو مسلمانوں کے نبی یعنی حضرت محمد ﷺ سے عقیدت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ پھر ان کے اصحابؓ سے منسوب بھی نام اس کثرت سے ملیں گے کہ گنتی مشکل ہو جائے۔ عیسائیوں میں ہر شخص کے نام کے ساتھ مسیح لگا کر مسیح علیہ السلام (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) سے عقیدت کا اظہار کیا جاتا ہے۔ سکھوں میں اپنے گرو سے عقیدت سنگھ کا لفظ لگانے سے ظاہر ہوتی ہے۔

قادیانی جماعت ایک عجیب کشمکش کا شکار ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے شروع میں اپنے آپ کو "غلام احمد" کے طور پر ہی پیش کیا۔ اپنی عقیدت کو شعروں کی صورت میں بیان کیا:

وہ پیشوا ہمارا جس سے نور سارا
نام اس کا ہے محمد دلبر میرا یہی ہے

اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

یہ اس دور کی بات ہے جب مرزا قادیانی نے مجدد' پھر مہدی اور مسیح موعود تک کے دعوے کئے تھے۔ بعد میں حالات بدل گئے اور پھر یوں کہا:

میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں نیز
ابراھیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

اور آخر بات یہاں تک پہنچی کہ :

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
پہلے سے بڑھ کر اپنی شاں میں

محمد جس نے دیکھنے ہوں اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

مرزا غلام احمد قادیانی کی طرف سے ظلی نبی' امتی نبی' بروزی نبی کی اصطلاحات سے نہ صرف کنفیوژن پیدا ہوئی بلکہ تمام دعائیں گڈمڈ ہوگئیں۔ اپنے آپ کو اس دور کے محمد رسول اللہ (ظلی اور بروزی طور پر) کہا' عیسیٰ ابن مریم کہا اور بھی بہت کچھ کہا یہاں تک کہ غلام احمد نام بھاری محسوس ہونے لگا کیونکہ یہ تو محمد کے غلام کی عکاسی کر رہا تھا۔ جبکہ مرزا غلام احمد قادیانی قرآن مجید میں آنے والے نبی احمد (جو کہ محمد ﷺ کا قرآنی نام تھا) کے خود مصداق بن رہے تھے۔ اس ساری کنفیوژن کا نتیجہ یہ نکلا کہ غلام احمد نام چبھنے لگا۔ قادیانیوں نے ناصر احمد' طاہر احمد نام اس لئے رکھنے شروع کئے کہ "احمد" مرزا غلام احمد قادیانی کا نام ہے جیسے مسلمان' محمد طاہر رکھتے ہیں محمد شریف' محمد منور وغیرہ رکھتے ہیں۔

آپ کو قادیانیوں میں احمد والے نام کثرت سے ملیں گے مگر محمد' نام نہیں ملے گا۔ ہو سکتا ہے کسی شہر و ضلع میں کسی قادیانی نے بھول کر مسلمان آبادی سے متاثر ہو کر محمد' کا نام استعمال کر لیا ہو۔ اس طرح تو بعض مسلمانوں نے بھی غلام احمد' بشیر احمد وغیرہ نام رکھے ہوئے ہیں۔ اس وقت اگر قادیانی جوانوں (چالیس سال تک) اور بچوں کے ناموں کا جائزہ لیں تو غلام محمد' غلام مصطفیٰ' غلام مجتبیٰ' غلام مرتضیٰ یا محمد سے شروع ہونے والے نام نہیں ملیں گے۔ تو یقیناً اس بچے کا والد کمزور قادیانی ہوگا۔ مخلص قادیانی نہیں ہو سکتا یا پھر اگر تحقیق کی جائے تو کسی مسلمان نے نام رکھا ہوگا۔

قابل ذکر بات یہ ہے کہ قادیانیوں میں غلام احمد نام بہت کم ملے گا۔ ان کے ساتھ محمد کی جائے احمد تو ہوگا مگر غلام احمد نہیں ہوگا۔ حالانکہ قادیانیوں کے نبی کا نام غلام احمد ہے تو انہیں غلام احمد نام رکھنا چاہئے یا محمد بشیر کے وزن پر غلام احمد بشیر رکھنا چاہئے مگر نہ تو غلام احمد نام ملے گا نہ ہی غلام احمد بشیر بلکہ اصل نام غلام احمد ہی ناپید ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی فیملی میں بھی ایک دو نام صرف ایسے ہیں۔ باقی وحید احمد' بشیر احمد' منیر احمد' مظفر احمد' طاہر

بقیہ : صفحہ 8 پر

جماعتی سرگرمیاں

ادارہ

ملتان میں مبلغین حضرات کی میٹنگ کی کارروائی اور تقریب حلف وفاداری

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بانی حضرات میں سے مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ نے جماعتی نظم ونسق کے لئے جو جانگسل خدمات سرانجام دیں وہ تاریخ کا سنہری باب ہیں۔ ان کے قواعد وضوابط جماعتی زندگی کے جسم میں روح کا درجہ رکھتے ہیں۔ آپ ایک نظم وضبط کے مجاہد فی سبیل اللہ تھے۔ ایک نظم سے زندگی گزارنا ان کا اوڑھنا بچھونا تھا۔ آپ نے اپنی زندگی میں جماعت کے مبلغین کی کسی میٹنگ کے لئے ہدایات ایک کاغذ پر تحریر فرمائیں۔ محفوظ پرانے تبرکات میں سے وہ کاغذ مل گیا۔ ۸،۹ شوال ۱۴۲۲ھ دفتر مرکزیہ ملتان میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین کا اجلاس منعقد ہوا۔ حضرت مرحوم کی مرتب کردہ ہدایات پڑھی گئیں۔ تمام احباب نے چشم پرنم سے ان کو سنا اور ان کی اشاعت پر اصرار کیا۔ رفقاء سے حکم کی تعمیل میں پیش خدمت ہیں۔

ادارہ

ہدایت مبلغین

نمبر ۱............ مبلغ حضرات اپنے حلقہ میں اپنا نگران مقرر کر کے اطلاع دیں تاکہ مرکز اس نگران سے کام کی نوعیت میں مشورہ اور اطلاع حاصل کرتا رہے۔

نمبر ۲............ تمام مبلغین حضرات رد مرزائیت پر پورا عبور حاصل کریں۔ ہر سہ ماہی میٹنگ پر دفتر مرکزیہ ملتان آکر امتحان دیں۔

نمبر ۳............ بغیر اجازت کے مبلغین حضرات رخصت پر نہ جائیں۔ رخصت کی درخواست پر نگران

کی سفارش ضروری ہے۔ رخصت پر جانے کا وقت اور واپسی کی اطلاع دفتر کو دینا ضروری ہوگی۔ رخصت سے زائد وقت غیر حاضری تصور ہوگی۔

نمبر ۴............ مبلغین حضرات جن کا خط عمدہ نہ ہو وہ لکھنے کی مشق کریں۔ اس میں شرمانا اچھا نہیں۔ جتنا زیادہ لکھیں گے اتنا تحریر میں درستگی آئے گی۔

نمبر ۵............ تمام مبلغین حضرات روزانہ کسی مسجد میں درس یا تقریر کا اہتمام ضرور کریں۔

نمبر ۶............ تقریر میں موضوع کی پابندی لازمی امر ہے۔ اسی طرح تقریر بہتر ہوتی جاتی ہے۔ تقریر میں انداز بیان شیریں ہو اور بات سمجھانے کی کوشش کی جائے اس سے تقریر میں نکھار آجائے گا۔

نمبر ۷............ ہر مبلغ اپنے متعینہ تبلیغی حلقہ میں ہر ہفتہ قرب وجوار کے قصبات کا دورہ ضرور کرے تاکہ دوسرے قصبات میں بھی کام ہو۔

نمبر ۸............ تمام مبلغین حضرات اپنے حسابات ماہ بماہ بروقت ارسال کریں تاکہ دفتر کو حسابات رکھنے میں سہولت ہو۔ جماعتی زندگی میں یہ کام انتہائی ضروری ہے۔

نمبر ۹............ حیات مسیح علیہ السلام، عقیدہ ختم نبوت پر قرآن وسنت سلف صالحین کی تشریحات کی روشنی میں اس پر دلائل دیئے جائیں اور قادیانیت کی تردید قادیانی کتب سے کی جائے۔

نمبر ۱۰............ جس طرح صدر، گورنر، وزراء حلف دیتے ہیں مبلغین حضرات بھی اسی طرح چھوٹے سے بڑے تک حلف دیں اور ہر سال اس کی تجدید ہوتی رہے کہ میں جماعت کے کاز کے لئے سر توڑ کوشش کروں گا اور مالی معاملات میں امانت ودیانت کے شرعی اصولوں پر ہر لحہ نظر رکھوں گا۔

نمبر ۱۱............ حلقہ میں مرزائیت کہاں کہاں ہے اور کتنی ان کی آبادی ہے اس کی فہرست تیار کرتے رہیں

نمبر ۱۲............ جماعت ختم نبوت صرف اور صرف تبلیغی ہے ملکی سیاست میں حصہ لینے کی اجازت نہیں۔ اس سے مکمل پرہیز کیا جائے۔

ملتان کی متذکرہ میٹنگ میں ان ہدایات کو پڑھا گیا اور ان اصولوں پر کام کرنے کے لئے مشاورت ہوئی۔ جن رفقاء کے خط بہتر نہیں ہیں انہیں ہر ماہ فل سکیپ کے دس دس صفحات لکھنے ضروری قرار پائے گئے۔ ہر سہ ماہ ایک کتاب کا مطالعہ اور اس کا امتحان دینا ضروری قرار دیا گیا۔

متذکرہ ہدایات کی روشنی میں حلف نامہ کی عبارت تیار کی گئی۔ آخری اجلاس میں حلف سے قبل حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری دامت برکاتہم نے تربیتی خصوصی خطاب فرمایا جس میں آپ نے فرمایا کہ اب ہم

حلف اٹھائیں گے اس حلف کو رسمی کارروائی نہ سمجھا جائے بلکہ اپنے اور اپنے پروردگار کے حضور عہد و پیمان سمجھا جائے اور اس عہد کے تمام تقاضوں کو اپنے ایمان و عمل کا حصہ سمجھا جائے۔ ہمارے اکابرین نے جس طرح جان جوکھوں میں ڈال کر تبلیغ اسلام کو عین دین وایمان سمجھ کر نبھایا تھا اسی طرح اسے نبھانے کا عزم کیا جائے۔ یہ حلف بینا وبین اللہ عہد ہے جسے پورا کرنا دین و آخرت میں ہماری شرعی ذمہ داری ہے۔ اس کے بعد حلف کی عبارت کا ایک ایک جملہ آپ پڑھتے گئے اور رفقاء اسے دھراتے گئے۔ اس وقت ایک عجیب سماں تھا۔ آہوں سسکیوں اور آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑیوں نے رفقاء کو عجیب روحانی و نورانی بنادیا تھا۔

حلف کی عبارت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!

۱............ناچیز بندہ.................بحیثیت مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ............خداوند قدوس کو حاضر و ناظر جانتے ہوئے قسم کھاتا ہوں کہ میں ہمیشہ جماعتی کاموں میں اپنی تمام علمی و عملی صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر انتہائی دل جمعی اور لگن سے کام کروں گا۔

۲............عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ ناموس رسالت کی پاسبانی کے لئے ایثار و قربانی سے کام لوں گا اور منکرین ختم نبوت کی تردید کے لئے (آئینی حدود میں) اپنی آواز کو عوام الناس تک پہنچانے کے لئے بھرپور کوشش کروں گا۔

۳............رحمت دو عالم ﷺ کے ارشاد گرامی: ”لاایمان لمن لاامانت له۔“ کی روشنی میں مجلس کے مالی معاملات دیانت' امانت اور صداقت سے سرانجام دوں گا۔

۴............مجلس کے اکابرین کی پچاس سالہ دینی جدوجہد کے مطابق کام کروں گا۔ مجلس کے ہر دو اکابرین حضرت امیر مرکزیہ دامت برکاتہم اور حضرت نائب امیر دامت برکاتہم کے ارشادات و فرمودات کی دل و جان سے تعمیل کروں گا۔

اللہ تعالیٰ ہر لمحہ ہر آن اپنی حفاظت میں رکھیں اور تازیست عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کی توفیق دیں۔

آمین! ثم آمین!

حلف برداری کی ایمان پرور مجلس میں مندرجہ ذیل حضرات شریک تھے:

حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری' حضرت مولانا بشیر احمد' حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی' حضرت مولانا خدا بخش شجاع آبادی' حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی' مولانا قاضی احسان احمد اسلام آباد' مولانا خالد میر

آزاد کشمیر' مولانا محمود الحسن راولپنڈی' مولانا غلام حسین جھنگ' مولانا عبدالرزاق مجاہد اوکاڑہ' مولانا محمد عارف ندیم سیالکوٹ' مولانا محمد قاسم رحمانی بہاول نگر' مولانا فقیر اللہ اختر' مولانا حافظ محمد ثاقب گوجرانوالہ' مولانا امام الدین قریشی ڈیرہ غازی خان' مولانا محمد طیب فاروقی گجرات' مولانا عبدالکریم مظفر گڑھ' مولانا محمد اسحٰق ساقی بہاول پور' مولانا عزیز الرحمٰن ثانی لاہور' مولانا حافظ احمد بخش شجاع آبادی رحیم یار خان' مولانا غلام مصطفیٰ چناب نگر' مولانا عبدالحکیم نعمانی ساہیوال' مولانا محمد حسین ناصر سکھر' مولانا عبدالستار لیہ بھکر' مولانا خان محمد کندھانی خیر پور' مولانا محمد علی صدیقی کولارچی' مولانا محمد نذر عثمانی حیدر آباد' مولانا اللہ وسایا ملتان' مولانا عبدالعزیز بلوچستان' جناب الحاج رانا محمد طفیل جاوید ملتان' جناب محمد جاوید مغل ملتان' جناب قاری محمد حفیظ اللہ ملتان۔

اجلاس دو دن جاری رہا۔ ۸ شوال صبح نو بجے سے ظہر تک دفتری امور نپٹائے گئے۔ بعد از ظہر سے عشاء تک (نمازوں کے وقفہ کے علاوہ) اجلاس جاری رہا۔ ۹ شوال دوسرے دن صبح نو بجے سے مغرب تک (نمازوں کے وقفہ کے علاوہ) جاری رہا۔ مغرب کی نماز پر خیر و خوبی دعا پر اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ مختلف اجلاسوں کی صدارت مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری' مولانا خدا بخش' مولانا بشیر احمد' مولانا محمد اکرم طوفانی نے فرمائی۔ مختلف اجلاسوں میں مولانا حافظ محمد ثاقب' مولانا محمد نذر عثمانی' مولانا عبدالکریم' مولانا محمد قاسم رحمانی نے تلاوت فرمائی۔ آئندہ سہ ماہی اجلاس ۲۲' ۲۳ ذی الحجہ کو ہوگا۔ پہلے دن اجلاس کے علاوہ تحریری امتحان بھی ہوگا۔ دوسرے دن اجلاس کے علاوہ تمیں جامع مساجد میں مبلغین حضرات خطبہ جمعہ بھی ارشاد فرمائیں گے۔

بہاول نگر میں جھوٹے مدعی نبوت بشیر کذاب کی گرفتاری

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بہاول نگر کے مبلغ مولانا محمد قاسم رحمانی کو بشیر کذاب کے کفریہ عقائد کے بارے میں معلوم ہوا۔ ختم نبوت کے مجاہد حاجی محمد یعقوب کی تجویز پر ماسٹر غلام حسین صاحب' راؤ لیاقت علی صاحب' محمد ارشاد صاحب پر مشتمل ایک کمیٹی قائم کی گئی جو وقتاً فوقتاً اس کذاب کے پاس جاتے رہے۔ سینے پر پتھر رکھ کر اس کی کفریہ گفتگو سنتے اور ٹیپ کرتے رہے اور روزانہ اس کی رپورٹ دیتے رہے۔ تقریباً پانچ عدد کیسٹیں ٹیپ ہونے کے بعد اس کے خلاف کیس درج کر دیا گیا۔ مولانا محمد سعید احمد اور مولانا محمد قاسم نے ایس ایچ او کو درخواست دی جس پر فوراً کارروائی کرتے ہوئے کذاب کو ایک دوکان سے پولیس نے اس کذاب کو گرفتار کر لیا۔ اس موقعہ پر شہر بھر کے علماء تھانہ پہنچے۔ عوام الناس کا جم غفیر تھانے پہنچا۔ انچارج سیکورٹی برانچ ایس پی' ڈی ایس پی اور ایس ایچ او نے فوراً قانونی کارروائی کر کے شہر کے حالات کو خراب ہونے سے بچا لیا۔ 26-11-2001 سے سماعت شروع ہے۔ اس کے خلاف 295A اور 295C دفعات قائم کی گئیں ہیں۔

توہین رسالت کے مجرم ڈاکٹر یونس کو سزائے موت اور ایک لاکھ روپے جرمانہ

اسلام آباد ایڈیشنل سیشن جج اسلام آباد صفدر حسین ملک کی عدالت نے اڈیالہ جیل میں سماعت کے دوران کیپیٹل ہومیو پیتھک کالج جی نائن ون میں لیکچر کے دوران توہین رسالت کے مرتکب ڈاکٹر شیخ یونس کو سزائے موت اور ایک لاکھ روپے جرمانہ کی سزا سنائی۔ عدم ادائیگی جرمانہ کی صورت میں اسے چھ ماہ قید بامشقت کی سزا بھگتنا ہوگی۔ سزا پانے والے شاتم نے 2 اکتوبر 2000ء کو مذکورہ کالج میں لیکچر کے دوران اچانک توہین رسالت کا ارتکاب کیا اور حضور نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخانہ الفاظ استعمال کئے جس پر مارگلہ پولیس نے اسے گرفتار کرلیا۔ ایس ایچ او زبیر شیخ نے ملزم کے خلاف توہین رسالت ایکٹ کے تحت اس کے خلاف تھانہ مارگلہ میں ایف آئی آر درج کی اور اس کے مقدمہ کا چالان ایڈیشنل سیشن جج اسلام آباد صفدر حسین ملک کی عدالت میں منتقل کردیا۔ موقع کے گواہان نے شاتم رسول ﷺ کے خلاف شہادتیں ریکارڈ کرائیں۔ عدالت نے اڈیالہ جیل میں سماعت کے دوران توہین رسالت کے مرتکب ڈاکٹر شیخ یونس کو سزائے موت سنائی اور اسے ایک لاکھ روپے جرمانہ کا حکم دیا۔ عدم ادائیگی جرمانہ کی صورت میں اسے چھ ماہ قید سخت کاٹنا ہوگی۔ (نوائے وقت راولپنڈی 19 اگست 2001ء)

رد قادیانیت کورس ژوب کے نتائج

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ژوب بلوچستان میں ۲ تا ۸ جمادی الثانی ۱۴۲۲ھ مطابق ۲۲ تا ۲۸ اگست ۲۰۰۱ء رد قادیانیت کورس مدرسہ شمس المدارس ژوب میں منعقد ہوا جس میں ۱۱۷ حضرات علماء کرام وطلباء عظام نے شرکت فرمائی۔ حضرت مولانا خدا بخش شجاع آبادی و حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی مرکزی رہنمایان عالمی مجلس کے شب وروز لیکچرز ہوئے۔ آخری دن امتحان ہوئے تمام شرکاء نہ صرف امتحانات میں شریک ہوئے۔ ان کے پرچے ملتان دفتر مرکزیہ آئے۔ ان کی نمبرنگ ہوئی۔ حضرت امیر مرکزیہ دامت برکاتہم' حضرت ناظم اعلیٰ مدظلہ اور اساتذہ کے دستخطوں سے سندات کا اجراء ہوا۔ رول نمبر ۶۲ سید محبوب شاہ صاحب نے سو فیصد نمبر لے کر اول' رول نمبر ۱۵ جناب شمس الحق صاحب نے ۹۰ نمبر لے کر دوم اور رول نمبر ۶۴ نے چوراسی نمبر لے کر تیسری پوزیشن حاصل کی۔ ذیل میں تفصیل ملاحظہ ہو:

رول نمبر	نام	ضلع	رول نمبر	نام	ضلع
1	نصیب اللہ	ژوب	2	عبدالصمد	ژوب
3	عبدالقیوم	ژوب	4	عبدالودود	ژوب

5	ہاشم خان	ژوب	6	سید طاہر شاہ	ژوب
7	عجب گل	ژوب	8	محمد سلیمان	ژوب
9	عبدالعزیز	ژوب	10	عبداللہ	ژوب
11	احمد کبرئی	ژوب	12	سردار خان	ژوب
13	عبداللہ	ژوب	14	صلاح الدین	ژوب
15	شمس الحق	ژوب	16	احوال خان	ژوب
17	محمد ظاہر خان	ژوب	18	خان محمد	ژوب
19	عبدالعلی	ژوب	20	عبدالسلام	ژوب
21	شہباز خان	ژوب	22	موسیٰ کلیم	ژوب
23	حضرت گل	ژوب	24	محمد سلیمان	ژوب
25	روزی خان	ژوب	26	عبدالرحمٰن	ژوب
27	شاہ کرم	ژوب	28	محمد شاہ الرحمٰن	ژوب
29	شمس العافین	ژوب	30	سید منیر شاہ	ژوب
31	ولی خان	ژوب	32	عبدالحکیم	ژوب
33	محمد شفیق	ژوب	34	عنایت الرحمٰن	ژوب
35	حیات خان	ژوب	36	شمس الدین	ژوب
37	عبداللہ	ژوب	38	زین اللہ	ژوب
39	شفیع اللہ	ژوب	40	بسم اللہ	ژوب
41	حبیب اللہ	ژوب	42	شیر محمد	ژوب
43	محمد ابراہیم	ژوب	44	منیر احمد	ژوب
45	محمد حنیف	ژوب	46	ابوالحسین سید حسین شاہ بخاری	
47	ستر خان	ژوب	48	محمد حلیم	ژوب
49	سمیع اللہ	ژوب	50	ظاہر خان	ژوب
51	اللہ نور	ژوب	52	شیر حسن	ژوب

53	محمد اسلم	ژوب	54	عزیزاللہ	ژوب
55	صدرالدین	ژوب	56	حفیظ الرحمٰن	ژوب
57	نقیب اللہ	ژوب	58	عبدالقیوم	ژوب
59	محمد اسلم	ژوب	60	غلام رسول	ژوب
61	حبیب الرحمٰن	ژوب	62	محبوب شاہ	ژوب
63	محمد رضوان	ژوب	64	محمد احسان	ژوب
65	شاہ ولی	ژوب	66	محمد نظر	ژوب
67	محمد حسن	ژوب	68	وزیر محمد	ژوب
69	محمد ایوب	ژوب	70	عبد خان	ژوب
71	محمد نسیم	ژوب	72	کلیم اللہ	ژوب
73	فیض اللہ	ژوب	74	عبدالحلیم	ژوب
75	محمد اخلاص	ژوب	76	شمس الحق	ژوب
77	سعید خان	ژوب	78	محمد دان	ژوب
79	سعد اللہ	ژوب	80	گل حسن	ژوب
81	بلوچ خان	ژوب	82	سرور خان	ژوب
83	حمایت اللہ	ژوب	84	عابد الرحمٰن	ژوب
85	محمد رفیق	ژوب	86	صلاح الدین	ژوب
87	طاہر مسعود	ژوب	88	سفر گل	ژوب
89	محمد بلال	ژوب	90	امیر شاہ	ژوب
91	عمران احمد	ژوب	92	محمد سلیم خان	ژوب
93	عبدالواحد	ژوب	94	شاہ محمد متوکل	ژوب
95	ضیاء اللہ شاہ	ژوب	96	داد اللہ	ژوب
97	عبداللطیف	ژوب	98	احسان اللہ	ژوب
99	عبداللہ قریشی	ژوب	100	عبدالکریم	قلعہ سیف اللہ

بقیہ: صفحہ 64 پر

ادارہ

قافلہ آخرت

قاری غلام رسول مانسہروی کا وصال

قاری غلام رسول بلھک بالا ضلع مانسہرہ کے رہائشی تھے۔ خانقاہ سراجیہ کے قیام کے بعد سب سے پہلے طالب علم ہونے کا ان کو اعزاز حاصل تھا۔ اعلیٰ حضرت ابوالسعد احمد خانؒ کے زمانہ میں قاری سعید احمد کانپوریؒ سے قاری غلام رسولؒ نے حفظ مکمل کیا۔ ان کو ہزارہ ڈویژن کے پہلے حافظ و قاری ہونے کا اعزاز بھی حاصل تھا۔ آپ نے بلھک بالا میں مدرسہ قائم کیا اور سینکڑوں قرآن مجید کے حفاظ نے ان سے تعلیم حاصل کی۔ اللہ تعالیٰ نے خوبیوں کا مرقع بنایا تھا۔ آپ کے تمام صاحبزادے نہ صرف حافظ و قاری ہیں بلکہ آپ کے ایک صاحبزادے قاری مفتاح الاسلام صاحب خانقاہ سراجیہ میں مدرس اور امام الصلوٰۃ ہیں۔ حضرت قاری غلام رسول صاحبؒ خانقاہ سراجیہ میں معمول کے مطابق رمضان المبارک گزارنے کے لئے آئے ہوئے تھے۔ آخری عشرہ میں دل کے دورہ سے انتقال فرماگئے اور خانقاہ شریف کے قبرستان میں دفن ہوئے۔ حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم نے جنازہ پڑھایا۔ حق تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائیں۔

حکیم فضل الرحمٰن چشتی کا وصال

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی شوریٰ کے رکن جناب قاری محمد یونس کے بڑے بھائی حکیم فضل الرحمٰن چشتی رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

قاری محمد عثمان صاحب کا سانحہ ارتحال

مدنی مسجد حیدر آباد سندھ کے خطیب حضرت مولانا قاری محمد عثمان صاحبؒ ۹ رمضان المبارک کو حرکت قلب بند ہونے سے انتقال فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! ڈاکٹر غلام مصطفیٰ صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی۔ پسماندگان میں چھ صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں ہیں۔

ادارہ

تبصرہ کتب

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے

نام کتاب	:	داستان ازبلا
تصنیف	:	مولانا محمد سعید خان دہلوی
صفحات	:	۱۹۲
قیمت	:	۷۰ روپے
ملنے کا پتہ	:	دارالمطالعہ بالمقابل جامع مسجد اللہ والی حاصل پور ضلع بہاول پور

دنیائے مسیحیت کے لاٹ پادری آف اسپین کی بیٹی ازبلا نے مسیحیت ترک کر کے دین اسلام قبول کیا۔ اس واقعہ نے نہ صرف اسپین بلکہ پوری دنیائے مغرب میں تہلکہ برپا کر دیا۔ اسے خوبصورت و دلچسپ معلومات سے انتہائی اچھوتے انداز میں دہلی کے جناب محمد سعید خان نے قلم بند کیا۔ اتنا جامع و خوبصورت انداز تحریر ہے کہ پوری کتاب کو پڑھے بغیر کتاب رکھنے کو دل نہ کرے۔ یہ کتاب مختلف رسائل میں سلسلہ وار چھپتی رہی۔ کئی بار اسے کتابی شکل میں مختلف اداروں نے بھی شائع کیا۔ لیکن اب پہلی بار خوبصورت کمپیوٹر کتابت' اعلیٰ کاغذ' بہترین طباعت کے ساتھ چار رنگہ ٹائٹل سے مزین کر کے مجلد اسے دارالمطالعہ حاصل پور کے ناظم جناب مولانا محمد زاہد الراشدی نے شائع کیا ہے۔

حاصل پور ایسے دور افتادہ دیہاتی شہر سے اس عمدگی کے ساتھ اس کتاب کی اشاعت قابل رشک کارنامہ ہے۔ کمپیوٹر نے جہاں بہت سہولتیں مہیا کی ہیں وہاں اس کی اغلاط کو درست کرنا بھی جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔ تاہم ناشر نے مقدور بھر کوشش سے اسے صحیح تر چھاپنے میں خاصی محنت کی ہے۔ چند پروف کی اغلاط ہیں وہ آئندہ درست ہو جائیں گی۔

اس مہنگائی کے دور میں قیمت بہت ہی مناسب ہے۔ مغربی استعمار کی اس وقت کی یلغار کو روکنے کے لئے یہ کتاب بھی موثر ہتھیار ہے۔ ہر پڑھنے والا ہماری تائید کرے گا کہ کتاب بہت موثر پیرایہ میں لکھی گئی ہے جو قابل قدر تحفہ ہے۔

بقیہ : صفحہ 64 پر

نام کتاب : مذہب اہل سنت والجماعت

مصنف : علامہ مولانا محمد رمضان نعمانی

صفحات : ۲۸۰

قیمت : ۳۰۰روپے

ملنے کا پتہ : کتب خانہ مجیدیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان

مولانا علامہ محمد رمضان نعمانی ایک قلندر حق گو مجاہد 'نڈر و بے باک عالم دین ہیں۔ پاکستان کی معروف دینی جماعت تنظیم اہل سنت پاکستان کے سٹیج سے آپ کی خدمات نصف صدی پر محیط ہیں۔ ہمارے ملک میں بے شمار تنازعات ہیں۔ ان تنازعات میں ایک تنازعہ دیوبندی 'بریلوی بھی ہے۔ فریقین کی طرف سے اس عنوان پر بہت کچھ لکھا اور پڑھا 'کہا اور سنا گیا۔ زیر نظر کتاب بھی ان مباحثات پر مشتمل ہے۔

توحید باری تعالیٰ' مسجود حقیقی' کل کائنات پر اپنے علم وذات کے اعتبار سے محیط حاضر وموجود' علام الغیوب' قادر ومختار مطلق 'نذر عبادت ہے اور تمام عبادات اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہیں۔ اشرف المخلوقات حضرت انسان ہیں اور کل کائنات کی مخلوقات سے برتر افضل واعلیٰ حضرات انبیاء علیہم السلام ہیں۔ ان کے سردار رحمت للعالمین ہیں۔ فرامین باری تعالیٰ اور احکام نبوی ہی شریعت اسلام ہے۔ اپنی طرف سے کوئی امتی کوئی بات گھڑ کر اسے دین کے نام سے متعارف کراتا ہے تو یہ لائق توجہ نہیں بلکہ گمراہی ہے۔ نماز جنازہ ہی میت کے لئے اصل دعا ہے۔ عبادت خدا کی 'درود شریف ذات مصطفی ﷺ پر 'دعا میت کے لئے مسنون ومشروع ہے۔ رحمت عالم ﷺ کی ذات اقدس کا امت پر حق ہے کہ درود وسلام کا ہر امتی آنحضرت ﷺ کی خدمت میں تحفہ بھیجے۔ قیام کعبہ کے مالک کا حق ہے۔ سلام مدینہ طیبہ کے والی کے لئے سزاوار اور امتی کے لئے یہ عبادت وسعادت ایمانی ہے۔ درود ہر جگہ سے ہر امتی پڑھے تو آپ ﷺ کی خدمت میں پہنچایا جاتا ہے۔ چودہ سو سال سے امت محمدیہ مواجہ شریف پر سلام کی سعادت سے بہرہ ور ہو رہی ہے۔ اس کا کوئی مسلمان منکر نہیں ہو سکتا۔

درود وسلام کے طریقے شریعت اسلامیہ نے متعین کر دیئے ہیں۔ ان میں کمی بیشی ہوائے نفس تو ہو سکتی ہے مگر شریعت اسلامیہ کی تعلیمات کے سراسر تھوپنا شیوہ عشق کے خلاف ہے۔ اتباع نبوی کا نام دین ہے اور یہی اللہ رب العزت کے ہاں محمود ومقبول ہے: ''اللهم ارزقنا حب نبيك محمد ﷺ وجعل موتنافي بلد حبيبك سيدنا محمد ﷺ'' ہر عاشق صادق کے دل کی صدا ہے۔ فرض نمازوں کے لئے اذان حکم خدا اور سنت مصطفی ﷺ ہے جس پر چودہ سو سال سے امت عمل پیرا ہے۔ دنیا سے ہر چلے جانے والے مسلمان میت کو نیک

اعمال' صدقات' وخیرات کا ثواب ایصال کئے جانے پر امت کے تمام آئمہ متفق و متحد ہیں۔ اکابر علمائے دیوبند اس ملک میں احیائے سنت کے علمبردار سچے عاشق رسول اور دل وجان سے ناموس رسالت ﷺ کے محافظ ہیں۔ اور دیگر آئمہ کی طرح حضرت امام ابو حنیفہؒ کے پیروکار بھی اہل سنت والجماعت ہیں۔ انہیں مباحث پر یہ کتاب مشتمل ہے۔ تفصیلی رائے تو کتاب کو پڑھ کر ہی اس موضوع پر نقاد ہی دیں گے۔ سرسری طور پر بادی النظر میں خاقہ ست درویش عالم دین کی کاوش پر یہ چند سطور کافی ہیں۔

کتاب کاتب حضرات کی کتابت اور کمپیوٹر دونوں پر محیط ہے۔ کاغذ' طباعت ملتان کی مارکیٹ کے اعتبار سے بہت مناسب ہے۔ جلد بندی وٹائٹل کے لئے خاصی محنت کی گئی ہے۔ اس موضوع سے دلچسپی رکھنے والوں کے لئے مصنف نے خاصہ معلوماتی ذخیرہ جمع کردیا ہے۔ ادارہ لولاک ان مباحث کی بجائے وحدت امت کا علمبردار ہے۔ عقیدہ ختم نبوت اور ناموس رسالت کا تحفظ اس کا طرہ امتیاز ہے اور بس۔

بقیہ : سرگرمیاں

101	سید محمد رمضان	ژوب	102	محمد یار	ژوب
103	قطب الدین	ژوب	104	ثناءاللہ	ژوب
105	نعمت اللہ	ژوب	106	شمس الدین	ژوب
107	اللہ داد	ژوب	108	عبدالصمد	ژوب
111	حبیب اللہ	ژوب	112	سیف اللہ	ژوب
113	محمد اللہ فاروقی	ژوب	114	عین اللہ	ژوب
115	کلیم اللہ	ژوب	116	اختر محمد	ژوب
117	مطیع اللہ	ژوب			

بقیہ : قافلہ آخرت

حافظ محمد رفیق کو صدمہ

بستی سراجیہ خانیوال کے حافظ محمد رفیق صاحب کی جواں سال صاحبزادی دل کے عارضہ میں انتقال کر گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

اللہ رب العزت تمام مرحومین کی مغفرت فرمائیں۔ کروٹ کروٹ ان کو جنت نصیب ہو۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ان حضرات کے پسماندگان کے غم میں برابر کی شریک ہے۔ قارئین لولاک بھی ان حضرات کی مغفرت کی دعا فرمائیں۔

اداس راہیں

(طریق ہجرت سے متاثر ہو کر)

حرم سے خیبہ کو آنے والے تجھے نگاہیں ترس رہی ہیں
جدھر جدھر سے گزر کے آئے! اداس راہیں ترس رہی ہیں

رسول اطہر ﷺ جہاں بھی ٹھہرے' وہ منزلیں یاد کر رہی ہیں
جبین اقدس جہاں جھکی ہے' وہ سجدہ گاہیں ترس رہی ہیں

جو نور افشاں تھیں لحظہ لحظہ' حضور انور ﷺ کے دم قدم سے
وہ جلوہ گاہیں تڑپ رہی ہیں' وہ بار گاہیں ترس رہی ہیں

صبائے بطحا غموں سے پر ہے' فضائے اقصیٰ بھی دکھ بھری ہے
اب ایک مدت سے حال یہ ہے' اثر کو آہیں ترس رہی ہیں

خیال فرما کہ چشم عالم تری ہی جانب لگی ہوئی ہے
نگاہ فرما' کہ ساری امت کی میٹھی چاہیں ترس رہی ہیں

نفیس کیسا یہ وقت آیا' سلوک واحساں کے سلسلوں پر
جہاں مشائخ کی رونقیں تھیں' وہ خانقاہیں ترس رہی ہیں

سید نفیس الحسینی مدظلہ

ربیع الثانی ١٤١٨ھ

احتساب قادیانیت

بحمدہ تعالیٰ! عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے احتساب قادیانیت کے نام سے پانچ جلدوں میں مولانا لال حسین اختر، مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ، مولانا حبیب اللہ امرتسریؒ، حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ، حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ، حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ، حضرت مولانا بدر عالم میرٹھیؒ، شیخ المشائخ حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ کے مجموعہ رسائل کو یکجا جمع کیا گیا۔ پانچوں جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔

قارئین سے درخواست ہے کہ احتساب قادیانیت کے نام سے اس کتاب کی تمام جلدوں کو خرید کر اپنی لائبریریوں کی زینت بنائیں۔ اس سے انشاء اللہ امت مرحومہ کے تمام اکابرین کے رشحات قلم کا خزینہ آپ کے پاس جمع ہو جائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے توفیق عنایت فرمائی تو امید ہے کہ یہ سلسلہ بیسوں جلدوں پر محیط ہو گا۔ صدیوں پہلے کا خزانہ نئے انداز میں مرتب ہو کر آپ کے قلوب و جگر کو جلاء بخشے گا۔

یہ کام تحریکی انداز میں آگے بڑھانے کا ہے۔ تمام رفقاء اس کی طرف توجہ فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق بخشیں۔

نوٹ: احتساب قادیانیت جلد اول کی قیمت -/100 روپے، جلد دوم -/100 روپے، جلد سوم -/100 روپے جلد چہارم -/100 روپے، جلد پنجم -/100 روپے۔ علاوہ ڈاک خرچ۔

رابطہ کے لئے:

دفتر مرکزیہ!

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان، فون: 514122

Monthly ***Laulak*** Multan Regd. No. M-108

قربانی کی کھالیں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو دیجئے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا تعارف

☆...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملت اسلامیہ کی بین الاقوامی تبلیغی واصلاحی تنظیم ہے۔

☆...... یہ تنظیم ہر قسم کے سیاسی مناقشات سے علیحدہ ہے۔

☆...... اندرون وبیرون ملک 50 دفاتر و مراکز 12 دینی مدارس ہمہ وقت مصروف عمل ہیں۔

☆...... لاکھوں روپے کا لٹریچر اردو' عربی' انگریزی میں چھاپ کر پوری دنیا میں مفت تقسیم کیا جاتا ہے۔

☆...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام 2 جرائد ہفت روزہ ختم نبوت اور ماہنامہ لولاک شائع ہو رہے ہیں۔

☆...... چناب نگر میں مجلس کی سرگرمیاں جاری ہیں اور وہاں دو مسجدیں اور دو مدرسے چل رہے ہیں۔

☆...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر میں دار المبلغین قائم ہے۔ جہاں علماء کو رد قادیانیت کا کورس کرایا جاتا ہے۔

☆...... ملک بھر میں اہل اسلام اور قادیانیوں کے درمیان بہت سے مقدمات قائم ہیں۔ جن کی پیروی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کر رہی ہے۔

☆...... ہر سال دنیا بھر میں عالمی مجلس کے مبلغین' تبلیغ اسلام اور تردید قادیانیت کے سلسلے میں دورے پر رہتے ہیں۔

☆...... اس سال بھی حسب سابق برطانیہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی اور امریکہ میں بھی متعدد کانفرنسیں منعقد کی گئیں۔

یہ سب اللہ تبارک وتعالیٰ کی نصرت اور آپ کے تعاون سے ہو رہا ہے۔

اس کام میں مخیر دوستوں اور دردمندان ختم نبوت سے درخواست ہے کہ وہ قربانی کی کھالیں' زکوٰۃ' صدقات اور عطیات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو دے کر اس کے بیت المال کو مضبوط کریں۔ جزاکم اللہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان
فون 514122